



مزلات پر پھول ڈالکیسا؟

www.nafseislam.com



رئیس المتمردين ناظر الاسلام شیخ الودیع بن مریم الاسلامیت حضرت علامہ مولانا مفتی سجاد

محمد فیض احمد اولیٰ

چاپ محمد فیض رضا قادری (مکات)

قطر مدینہ پبلشرز کھارادر کراچی 0320 4027536

For Islamic Information & Guidance Visit www.hazratmurad.org
By World Islamic Network

عرض ناشر

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی الہ و اصحابہ و بارک وسلم ۝

اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۝

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب بھی کوئی سنی مسلمان قبرستان جاتا ہے۔ تو قبر والوں کے لیے جس طرح استغفار و غیرہ کر کے ان کو ایصالِ ثواب پہنچاتا ہے اسی طرح وہ ان قبروں پر پھول بھی ڈالتا ہے۔ منکرین قبروں پر پھول ڈالنے کو بھی جائز نہیں سمجھتے۔ حالانکہ احادیث میں مسلمان کی قبر پر پھول ڈالنے کا فائدہ بتایا ہے۔ مگر ان منکروں کو یہ دکھائی نہیں دیتا۔ اور کیوں دکھائی دے۔ کہ ان کی عقلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔

[خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے۔]

علامہ مولانا ابو صالح محمد فیض احمد اویسی صاحب کے اس رسالہ میں مسلمان کی قبر پر پھول ڈالنے کے فوائد اور ان پر ثواب حاصل ہونے کے دلائل پیش کیے ہیں۔ اور ادارہ قطب مدینہ پبلشرز کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ اس نے اس کتاب کی طباعت کی۔ اللہ تعالیٰ قبلہ مفتی صاحب کے علم و عمل و عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور اراکین قطب مدینہ کو خوب ترقی و کامرانی عطا فرمائے۔

”خادم المسنت“
محمد فضیل رضا عطاری

۲۶ صفر المظفر ۱۴۲۱ھ

مطابق 31 مئی 2000ء و زبدہ (کراچی)

پیش لفظ

مسلماً و محمد لا و مصلياً و مسلماً۔ اما بعد ! قبر پر پھول ڈالنے کے لئے مسلمان کی قبر ہونا شرط ہے۔ غیر مسلم اور مرتد اور بے دین کا قبر پر ڈالنا بے سود ہے کیونکہ احادیث مبارکہ میں مسلمان اگرچہ فاسق کی قبر پر پھول وغیرہ ڈالنے کا فائدہ بتایا ہے۔ چونکہ غیر مسلم دیے بھی قبر کے دائمی عذاب میں مبتلا ہے اسی لئے اس کی قبر پر پھول ڈالنے کا کوئی فائدہ نہیں اسی لئے روکنے والے پے ہیں کہ ان کے مرنے بچا رہے دائمی عذاب میں ہیں۔ اسی لئے ان کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

ہم سب سے اپنے اہل اموات کے ایمان پر سخت یقین ہے بنا بریں ان کے کفارہ گناہ یا رفع درجات کے لئے پھول وغیرہ ڈالنا ثواب ہے۔ خواہ وہ قبر عام اہل ایمان کی ہے یا اہل عرفان ولی کامل کی اس مختصر تصنیف میں اس موضوع پر چند دلائل عرض کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرما کر میرے لئے خوشہ آخرت اور مستفیدین کے لئے مشعل راہ ہدایت بنائے۔ (آمین)

محمد رفیع احمد اویسی رضوی مخفر
بہاولپور۔ ۱۰ محرم ۱۴۲۰ھ بروز بدھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد ! محمد بن عبد الوہاب نجدی کے فتنے سے اہل سنت کا ہر معمول بہ مسئلہ
انکار کی زد میں آگیا۔ من جملہ ان کے "مزارات پر پھول ڈالنا" بھی ہے۔ فقیر کے اکابر
اہل سنت نے ہر دوویں ہزوتان کے فتنوں کو نہ صرف روکا بلکہ ایسا مٹایا کہ ان
کانام و نشان تک نہ رہا۔ ایسے ہی نجدی کے فتنے بھی پامال فرمائے لیکن افسوس
کہ ہوائے ملک میں اس کے فتنے رٹوپ دھاڑ کر ابھر رہے ہیں۔ فقیر اپنی استطاعت پر
یہ مسطورہ قلم کر کے اس کانام رکھتا ہے "الرحمان علی قبور اہل الجنات"
اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (آمین)

فائدہ: ہم اہل سنت کے معمولات متعلقہ قبوز و اہل قبور پر بعض خواجہ زمانہ کو اعتراض
ہے بلکہ انہیں شرک یا کم از کم بدعت سیئہ سے تعبیر کرتے ہیں فقیر اس رسالہ میں قبور پر پھول
وغیرہ ڈالنے اور محرم کے ماہ میں بعض لوگ کھجور کے سبز پتے وغیرہ ڈالتے ہیں۔ بعض مقامات
پر تازہ فوت شدہ مردہ کی قبر پر پہلے دن اور پھر قل خوانی کے موقع پر ایسے ہی گاہے بگاہے پھول
اور سبز کھجور کے پتے ڈالتے ہیں۔ ان کے ثبوت میں چند دلائل حاضر کرتا ہے۔ یہ
مقدمہ اہل سنت کے نزدیک ہر شے میں اسی کے لائق حیات ہے اور ہر شے اللہ تعالیٰ کی
تسبیح پڑھتی ہے۔

(۱) کل قد علم صلوتہ و تسبیحہ

(۲) وان من شیء الا یسبح بحمد ربہ و لکن لا تفقہون تسبیحہم۔

(۳) یسبح لله ما فی السموات وما فی الارض

ان اشیاء کی تسبیح عالی نہیں قاتی ہے یعنی حقیقی تسبیح مراد ہے ان آیات سے اہل سنت
نے مذکورہ بالا مسئلہ کے لیے استدلال کیا ہے

(۱) صاحب روح المعانی ص ۱۶۱ میں تسبیح قولی حقیقی پر بے شمار احادیث و آثار نقل کر کے فرماتے ہیں

لا يَكادُ يَخْصِي من الاِخبارِ والاثارِ وهى مجموعها متقاضاة

فى الدلالة على ان التيسيع قالى لما لا يخفى وهو مذهب الصوفية.

یعنی بے شمار احادیث اور آثار مجموعی قوت کے ساتھ اس بات پر ہیں کہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جس تیسع کا ذکر فرمایا ہے وہ تیسع قالی ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور یہی صوفیہ کا مذہب ہے۔

(۲) اس کے بعد فرمایا وفعل الاولیٰ فیہ ان يلتزم التيسيع على ما هو الا اعم من المحال والقالی وثبت كلا النوعین لكل شیء.

یعنی اولیٰ الذی ہے کہ یہاں تیسع سے مراد تیسع مراد لی جائے جو حال اور قال دونوں کو شامل ہو۔ اور دونوں قسموں کی تیسع ہر شے کے لیتے ثابت کی جائے۔

(۳) امام راغب اصفہانی مفردات ص ۲۲ میں فرماتے ہیں قد یقتضی بان یکون تیسعها المحقیق۔ یعنی دلائل وقرائن کا تقاضا یہ ہے کہ آیت کریمہ میں تیسع حقیقی و قالی مراد ہو۔ ان کے علاوہ دیگر بے شمار مفسرین و علماء اسلام نے تصریح فرمائی ہے کہ آیت میں تیسع قالی مراد ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ عالم کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی تیسع میں مشرف ہے اور ان کی تیسع ہے بھی قالی۔

(۴) ترکھور اور پھول وغیرہ کی تیسع جب تک تر رہے گی۔ میت کو ثواب اور تخفیف عذاب اور اللہ والوں کے لیے ترقی درجات اور پھول اور سبز پتے ڈالنے والوں کو اجر و ثواب نصیب ہوگا۔

(۵) فقہاء اخاف نے قانون بتایا ہے کہ اصل اشیا کا مباح ہے اگر ہمارے ہاں دلائل نہ ہوتے تب بھی یہ فعل قاعدہ مذکورہ کی بنا پر جائز ٹھہرتا (۵) جو امور عالم برزخ میں اموات کو مفید ہوں اور شرعاً ممانعت نہ ہو تب بھی ان کے کرنے پر عامل اور معمول کہ کو ثواب ملتا ہے (۶) یہ رکاوٹ معتزلہ و دیگر بد مذہب کی تائید ہوتی ہے اور عمل سے اہمیت کی اور اصول کا قاعدہ ہے کہ جس عمل سے بد مذہب کے اصول کا رد ہوتا ہو اس عمل کو بڑھ چڑھ کر کرنا چاہیے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے "ابلیس تا دیوبند"

مزارات اولیاء شعاثر اللہ

ہم اہلسنت عموماً پھولوں کے مار مزار آصاحبان کرامات و برکات یعنی ادیاء کرام رحمہم اللہ پر ڈالتے ہیں اور مخالفین کو ضد بھی انہیں سے ہے ورنہ یہی پھول ان کے مولویوں و لیڈروں اور رہنماؤں کو ڈالے جاتے ہیں انہوں نے کبھی اسے بدعت کا فتویٰ نہیں لگایا حالانکہ ہمارے نزدیک یہی مزارات ولے ان سے زیادہ معزز و مکرم و محترم بلکہ ہم تقویوں کو مردہ اور ادیاء اللہ کو زندہ سمجھتے ہیں۔ قطع نظر اس کے مزارات ادیاء بھی شعاثر اللہ میں داخل ہیں جب کہ وہ انہیں مزارات میں وہی شخصیات زندہ موجود ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے چننا شیاء کو شعاثر اللہ فرمایا ہے۔

دیکھئے مقام ابراہیم شعاثر اللہ ہے لیکن وہاں ابراہیم علیہ السلام کا صرف نقش قدم ہے اور بس اور صفاد مردہ شعاثر اللہ ہیں باوجودیکہ وہاں کچھ بھی نہیں سوائے اس کے کہ وہاں سینکڑوں سال پہلے ایک محبوبہ خدا نے چند چکر لگائے اور چاہ زمزم شعاثر اللہ میں سے ہے حالانکہ وہاں صرف وہ پانی ہے جسے اسماعیل علیہ السلام کے قدم مبارک سے نسبت ہے۔ اور شعاثر اللہ کی تعظیم کا قرآنی حکم ہے

وَمَنْ يُعْظَمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ۔ اس تعظیم میں

کوئی قید نہیں ہر کے ہر رسمے جس ملک میں اور جس زمانہ میں جو بھی جائز تعظیم مردوح ہے وہ جائز ہوتا ہے ہمارے ملک میں پھول ڈالنا بھی ایک قسم کی تعظیم ہے یہی وجہ ہے کہ لیڈروں کی آمد پر تم ڈالتے ہو حجاج کی حج سے واپسی پر ان کے گلے ہیں۔

پھول ہم سب ڈالتے ہیں یہ سب خوشی اور تعظیم پر مبنی ہے اور یہی عرف عام ہے اور احکام شرعیہ کا دار و مدار عرف پر ہے اس لئے ہم زندہ سمجھ کر اور ان کی تعظیم و

تکریم پر پھول ڈالتے ہیں۔ اگر کسی ذہن قبول نہیں کرتا تو اس کی قسمت ہم تو مزارات والوں کی شخصیت کے پیش نظر یہ عمل کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

Presented By: www.hazratmuradali.tk

باب (۱۱)

اس مضمون کو ہم انشاء اللہ احادیث نبویہ کے علاوہ چند ایک ائمہ کرام کے اقوال سے ثابت کریں گے۔ سب سے پہلے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث ملاحظہ ہوں۔

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لقبرين فقال انهما ليعذبان وما يعذبان في كبير اما احدهما فكان لا يستتر من البول واما الاخر فيمشی بالنميمة ثم اخذ جريرة رطبة فشققها بنصفين ثم غرز في كل قبر واحدة قالوا يا رسول الله لم صنعت هذا فقال لعله ان يخفف عنهما ما لم ييبسا متفق عليه.

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو قبروں سے گزرے، پس فرمایا کہ یہ دونوں عذاب کئے جاتے ہیں اور کسی بڑے امر میں عذاب نہیں کئے جاتے (یعنی عذاب کی وجہ گناہ کبیرہ نہیں) لیکن ان میں سے ایک پشیا بے نہیں پھپھتا تھا (یعنی پشیا کرتے وقت پردہ کا لحاظ نہ کرتا تھا) لہذا

۱۔ وسلم کی روایت میں ہے کہ پشیا بے سے بچتا نہ تھا، لیکن دوسرا چنل خوری کرتا تھا، پھر نبی کریم علیہ السلام نے خرما کی ایک تر شاخ لے کر اس کے دو حصے کئے، پھر ہر قبر میں ایک حصہ کو جمادیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آپ نے کس لیے کیا، تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا: ان دونوں قبروں والوں کے عذاب میں تخفیف ہوگی جب تک یہ دونوں حصے شاخ خرما تر رہیں۔

(حدیث) عن ابی ہریرۃ قال مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قبر فقال یتوبن بجریدتین فجعل احدهما عند راسه والاخری عند رجلیه فقلنا لہ یا رسول اللہ اینفک ذلک قال لن یزال یخفف عنہ لبعض عذاب القبر مادام فیہا ندوة۔

رکتز العمال فی سنن الاقوال ص ۱۲۱ مطبوعہ حیدرآباد دکن

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ السلام ایک قبر پر گزرے اور وہاں ٹھہر کر فرمایا میرے پاس دو شاخیں لاؤ، جب لوگ دو شاخیں لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے ایک اس قبر کے سر پرانے اور دوسری پاؤں کی جانب لگا دی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا اس سے صاحب قبر کو نفع ہوگا، فرمایا اُسی کے عذاب میں تخفیف کی جائیگی جب تک ان میں تری رہیگی۔

(حدیث ۳) وَاخْرَجَ بَنُ عَسَاكِرٍ مِنْ طَرِيقِ حِمَادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ ابَا بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيَّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كَانَ يَحْدُثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ مَرَّ عَلَى قَبْرِ وَصَاحِبِهِ يُعَذِّبُ فَاحْذَرُ جَرِيدَةً فَعَرَسَهَا فِي الْقَبْرِ وَقَالَ عَسَىٰ أَنْ يَرْفَعَهُ عِنْدَ مَا دَامَتْ مَطْرَةٌ فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَوْمَئِذٍ إِذَا مَاتَ نَفَعُوا فِي قَبْرِى مَعَى جَرِيدَتَيْنِ قَالَ فَمَاتَ فِي مَنَازِلَةٍ بَيْنَ كُرْمَانٍ وَتَوْسٍ فَقَالُوا كَانَ يَوْصِيَانِ أَنْ نَضَعُ قَبْرَهُ جَرِيدَتَيْنِ وَهَذَا مَوْفِعٌ لَا يُسِيئُ فِيهِمْ قَبْرَاهُمَا كَذَاكَ إِذَا طَلَعَ عَلَيْهِمْ رَكَبٌ مِنْ قَبْلِ سَبْعِينَ قَاصِدًا يَوْمَ مَعَهُمْ سَعْفًا فَاحْذَرُوا جَرِيدَتَيْنِ فَوَضَعُوهُمَا فِي قَبْرِهِ وَخَرَجَ بَنُ سَعْدٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ أَوْصَىٰ مَوْلِدُهُ أَنْ يُجْعَلَ فِي قَبْرِهِ جَرِيدَتَانِ رَشَّحَ الْعَدُوَّ ص ۱۲۱

قنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کر رہے تھے کہ نبی کریم علیہ السلام ایک قبر پر سے گزرے صاحب قبر اس وقت عذاب میں گرفتار تھا پس نبی کریم علیہ السلام نے ایک شاخ خرما کی لے کر قبر پر گاڑ دی اور فرمایا اس سے تخفیف عذاب کی امید ہے جب تک کہ یہ تر رہے پھر ابو ہریرہ نے وصیت کرتے تھے کہ میرے ساتھ بھی میری قبر میں دو شاخیں رکھ دینا، راوی نے بیان کیا کہ ان کی وفات کرمان و تومس کے درمیان ایک جنگل میں ہوئی، لوگوں نے کہا کہ ابو ہریرہ ہم کو وصیت کر گئے ہیں کہ ہم ان کی قبر پر دو شاخیں رکھ دیں اور ایسا مقام ہے کہ یہاں شاخیں میسر نہیں، یہی گفتگو تھی کہ سبستان کی جانب سے چند وار

ظاہر ہوئے جن کے پاس شاخ تھی۔ جس کی دو ٹہنیاں بنا کر ان کی قبر پر رکھ دیں، اور مسروق سے روایت ہے، کہ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر میں دو شاخیں رکھائی جائیں۔
سوال: مذکورہ بالا تین احادیث نہیں ایک ہے تم نے خواہ مخواہ مضمون کو طول دیتے ہوئے تین روایات بیان کر دیں؟

(جواب) مذکورہ بالا تین احادیث میں ایک واقعہ نہیں، بلکہ تین علیحدہ علیحدہ واقعے ہیں۔ تفصیل یوں ہے کہ
 (حدیث ۱) جو حضرت ابن عباس سے مروی ہے، دو قبروں کا ذکر ہے اور دونوں کے عذاب کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے اور ایک شاخ کو دو حقوں میں منقسم کرنے اور ہر قبر پر شاخ کا ایک حصہ جمانے کا ذکر ہے۔

(حدیث ۲) جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، اس میں ایک قبر پر دو شاخیں جمانے کا ذکر ہے اور صاحب قبر کے عذاب کی وجہ بیان نہیں کی گئی ہے۔

(حدیث ۳) جو حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، اس میں ایک قبر پر ایک شاخ گاڑنے کا ذکر ہے اور صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی قبر پر شاخ گاڑنے کی وصیت کرنا مذکور ہے۔ لہذا یہ بات یقینی ہے کہ بنی کریم علیہ السلام نے صرف ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ قبروں پر ہری شاخیں ڈالیں۔

(سوال) روایت ایک ہو یا تین اس سے تخفیف عذاب حضور علیہ السلام کا خاصہ ہے اور وہ صرف حضور علیہ السلام کی شفاعت اور ہاتھ کی برکت سے ہوا نہ کہ عام حکم ہے کہ جو بھی ایسا کرے تو میت کو فائدہ ہو؟

(جواب) مذکورہ بالا احادیث سے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استدلال پر مبنی نفع میت قبروں پر سبز شاخیں ڈالنے کا انکار کرنا غلط ہے، کیونکہ سبز شاخیں جمانے کے ساتھ جہل، شفاعت کا ذکر ہے، وہ دیگر احادیث ہیں، انہیں اس ضمن میں درج نہیں کیا گیا۔ کیونکہ ان کا مقہوم بالکل واضح ہے۔ اس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

مزید توضیح

خلاصہ یہ ہے اس قدر شدہ کو بھی تین وجوہ کی بنا پر رد کیا جاسکتا ہے کیونکہ دونوں روایتوں میں کئی وجہ سے مغایرت ہے۔

(۱) حضرت ابن عباس کی روایت سے مراد جو واقعبہ وہ مدینہ شریف کا ہے اور نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی ایک جماعت کا تذکرہ ہے۔

جبکہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے مراد جو واقعبہ وہ سفر کا ہے اور نبی کریم علیہ السلام قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے ہیں اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ تھے۔

(۲) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں سبب عذاب مذکور نہیں۔

(۳) حضرت عباس کی روایت میں نبی کریم علیہ السلام نے ایک شاخ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے قبروں پر ڈالا، جبکہ حضرت جابر کی روایت میں نبی کریم علیہ السلام نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان درختوں سے دو شاخیں کاٹنے کا حکم دیا جن کے ساتھ نبی کریم علیہ السلام نے قضائے حاجت فرمائی تھی۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت ابن عباس کی روایت میں شفاعت کا ذکر نہیں جبکہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں شفاعت کا ذکر ہے۔

دو اسباب حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے شفاعت و خصوصیت و ست مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استدلال اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے برزیت نفع صاحب قبر قبروں پر پھول ڈالنے کا استدلال جاتا ہے۔

لیکن پہلی تین احادیث مبارکہ کے علاوہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی خصوصیت دست مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یعنی یہ کہنا کہ عذاب کی تخفیف سبز چھڑیوں کی وجہ سے نہیں (بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک سے گاڑنے کی وجہ سے ہوتی) کا استدلال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک کی برکت کا استدلال مبنی بر شفاعت ہے۔ اور شفاعت مخصوص وقت تک محدود ہوتی ہے۔ کہ شفاعت ہو گئی اس کے بعد ختم اور جو ہم کہتے ہیں دائمی امر ہے یعنی جب بھی سبز اور تر چیز یا کوئی اور بابرکت شے جسے کسی محبوب سے نسبت ہے اس کا فائدہ دائمی ہوتا ہے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے۔

هذاجبة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كانت عند عائشة فلما فانت قبضتها وكان النبي صلى الله عليه وآله وسلم يلبسها فتحن نفسها لدهر حتى نستشفى بها۔ مشکوٰۃ شریف کتاب اللباس

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جبیں نے اپنی بہن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد لیا، یہ جبہ نبی کریم علیہ السلام پہنتے تھے۔ اب ہم یہ کرتے ہیں کہ مدینہ میں جو بیمار ہو جاتا ہے اُسے دھو کر پلاتے ہیں تو اسے شفا ہو جاتی ہے گو یہ جب تک جبہ باقی رہا تو اس میں خصوصیت جسم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی شفا باقی رہی تو کیا جب شاخیں خشک ہو گئیں تو اُن میں خصوصیت دست مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاتی رہی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ سچ ہے۔

جب خدا عقل لیتا ہے تو حماقت آہی جاتی ہے۔

اسی لئے ہم مخالفین کو بے ادب اور گستاخ رسول کہتے ہیں کہ انہیں حضور علیہ السلام کے لئے وہ باتیں سوچھتی ہیں کہ جو آپ کی کسر شان پر دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً یہاں شفاعت کا

استدلال کر کے حضور علیہ السلام کے فیضان کو محدود کر دیا کہ جب ٹہنی خشک ہوئی تو فیض ختم (معاذ اللہ) اس لئے ہم نے اس کو شفاعت کے کھاتا میں ڈالا ہی نہیں کیونکہ شفاعت والی روایات اور ہیں۔

فائدہ

امام ابو ذریا محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وقیل لکونہما فصیحان ماذا مارطین و لیس الیہا بس تسبیح و ہذا مذہب

کثیرین من المفسرین فی قولہ تعالیٰ وان شیئ الا یسبح بحمدہ واستحب
العلماء قرأۃ القرآن عند القبر لہذا الحدیث لانہ اذا کان یرجى التحفیف
تسبیح الجریۃ فتلاوۃ القرآن اولیٰ (نووی شرح مسلم ص ۱۳۱)

ترجمہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قبروں پر تر شاخیں جھانے کی وجہ یہ ہے کہ وہ جب تک
تر رہتی ہیں تسبیح کرتی ہیں اور خشک تسبیح نہیں پڑھتی اور قبر پر قرآن پڑھنا اسی سے ثابت ہے

تبصرہ اویسی | اس سے مخالفین کو اور درد اٹھتا ہوگا کہ وہ روتے تھے بھول ڈالنے کو
اب قبر پر قرآن شریف پڑھنا بھی عجیب تریہ کہ علماء کرام نے اس حدیث سے قبر پر قرآن
شریف پڑھنے کے استحباب کا استدلال کیا ہے۔

اجماع صحابہ | صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ سلمیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اپنی قبر پر شاخیں
رکھنے کی وصیت فرمائی، اس وقت کثیر تعداد میں صحابہ کرام رضوان اللہ

اتجمعین اور تابعین حضرات موجود تھے کسی نے بھی اس فعل کو بدعت سمجھتے ہوئے حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منع نہ کیا بلکہ ان کی وصیت پر عمل کر کے دکھایا۔

استدلال بطریق عجیب | نبی کریم علیہ السلام کے صحابی حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ
نے بھی جب اپنی قبر کے بارے میں وصیت فرمائی تو

صحابہ کرام و تابعین حضرات میں سے کسی نے ان کے قول کو بدعت سے تعبیر نہیں کیا۔

سوال :- تم نے بھی تو حضور علیہ السلام کی کسر شان میں کمی نہیں کی اس لئے کہ جب وہ ترہنیاں حضور علیہ السلام نے اپنے مبارک ہاتھوں سے گاڑیں تو چاہیے کہ قیامت تک ان مردوں سے عذاب اٹھ جائے لیکن تم نے بھی یہی کہا کہ جب تک خشک نہ ہوئی عذاب کی تخفیف رہتی۔

جواب :- احکام شریعتی دھکے سے نہیں بلکہ ان کے بھی ضوابط و قواعد ہیں یہاں وہی قواعد و ضوابط مد نظر ہیں۔

قاعدہ حضور علیہ السلام دنیا میں معلّم لکتاب و حکمت ہو کر مبعوث ہوئے ہیں آپ کا ہر قول و فعل اسی مقصد پر منحصر ہوتا ہے۔ آپ نے اس وقت یہ بتانا تھا کہ قبور پر تر چیزیں ڈالنے سے میت کو تخفیف (عذاب) ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ تر ہونے تک ذکر الہی کرتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

”وَمَنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا لِيُسَبِّحَ بِحَمْدِ رَبِّهِ“

”ہر شے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے اور خشک ہونا ان کی موت ہے“
کیونکہ ہر شے کی موت کے احکام علیحدہ علیحدہ ہیں اور احکام دنیویہ شے کی حیات تک ہی ہوتے ہیں۔ اسی لئے تر رہنے تک میت کو عذاب میں تخفیف ہوگی۔

چونکہ مخالفین معتزلہ فرقہ کے اصول پر چلتے ہیں اس لئے پلینتر ابدل کر کہہ دیا کہ تخفیف عذاب کا قاعدہ دائمی نہیں بلکہ یہ تو حضور علیہ السلام کا خاصہ تھا۔ اور حضور علیہ السلام کی خصوصیات حضور علیہ السلام تک محدود ہوتی ہیں۔ اور وہ بھی حضور علیہ السلام کی شفاعت کی حیثیت سے تھا اور شفاعت صرف حضور کا خاصہ ہے۔ اور بس۔

بہت سے حضور علیہ السلام کے خصوصیات ہم نے لکھے تو بار لوگوں نے لطیفہ
کہا کہ یہ حکم عام ہے مثلاً ابو خزیمہ انصاری کی ایک کی گواہی دو کے برابر ہے۔ حضور علیہ السلام کا خاصہ ہے لیکن ابن القیم نے کہا کہ یہ حکم عام ہے اب اسی حد

کا حکم عام ہے تو کہتے ہیں کہ یہ خاصہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اب ان کو تشریح نہ کہوں تو کیا کہوں۔

لطیفہ شفاعت نہ صرف قیامت میں بلکہ اب بھی شفاعت جاری ہے۔
 اس لئے ہم استعلا اور یا رسول اللہ کے لغز کے قائل ہیں وغیرہ وغیرہ۔
 لیکن اولاً تو وہابی دیوبندی اصولی طور پر شفاعت کے منکر ہیں۔ اگر لفظاً قائل ہیں تو انت کہ قیامت میں جس بندے کے لئے اللہ تعالیٰ اجازت دیگا تو شفاعت کریں گے ورنہ بنی علیہ السلام کو کوئی اختیار نہیں کہ جسے چاہیں چھڑالیں وغیرہ وغیرہ۔
 لیکن دنیا میں کسی کی شفاعت تو بہ تو بہ جسکا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں (تقویت ایمان) وہ اسی قاعدہ کی کڑی ہے۔ دنیا میں جب شفاعت کے قائل ہی نہیں تو پھر تر ٹہنی رکھنے سے شفاعت کہاں سے با داگئی۔ یہ تو اہلسنت کے اصول والی بات ہے ثابت ہوا کہ تر ٹہنی وغیرہ سے تخفیف والی روایات اور ہیں اور شفاعت والی اور سوالات اور جوابات کے باب کے بعد مختصر شفاعت والی روایات بھی عرض کرونگا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

نبی کریم علیہ کے ان صحابہ کرام و تابعین نے حضرت ابو بکر و پریدہ کے اس قول پر موافقت ظاہر کر کے قبروں پر سبز شاخیں ڈالنے کے مسئلہ پر نہ صرف اجماع امت بلکہ اجماع صحابہ کی دلیل قائم کر دی۔ (المجد علی ذالک)

اس سے مخالفین کے سوال کا جواب ہو گیا کہ ترکچور سے فائدہ حضورؐ

آخری بات علیہ السلام کا خاصہ ہے لیکن حضورؐ نے اصحابی کا الخوم باہم اقتدیتہ اھدیتہ (میرے صحابہ تباروں کی مانند تم ان میں سے جس کی پیروی کر دے ہدایت پاؤ گے) فرما کہ حضرت ابو بکرؓ کی اتباع کرنے والوں کو بدعت سے بچا کر ہدایت کی شاہراہ پر گامزن فرما گئے۔ لیکن مخالفین نے ایک دلیل صریح بھی نہیں دی صرف

اپنے عقلی دلائل اور اپنی طرف سے ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہیں۔۔۔ اگر ان کے ہاں ممانعت کی کوئی صریح دلیل ہے تو پیش کریں۔

(باب ۱۱۱ اقوال الفقہاء المحدثین)

① شامی یعنی رد المحتار باب زیارة القبور میں ہے

» وقليلة بالتخفيف عنهما لم تسبيحها اي

يخفف عنها بركة تسبيحها اذ هو اكمل من

تسبيح اليابس لما في لاخضر ذو عصيات

کمی عذاب کی علت ہے۔ ان کا خشک نہ ہونا یعنی ان کی تسبیح کی برکت سے عذاب قبر میں کمی ہوگی کیونکہ تر شاخ کی تسبیح خشک کی تسبیح سے زیادہ کامل ہے کیونکہ اس میں ایک قسم کی زندگی ہے۔

فوائد امام شامی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اہلسنت اور احناف کی جواب سے دو مضامین بیان کر کے معتزلہ کا رد کر دیا۔ ۱۔ قبر کے عذاب

کی تخفیف کا سبب جریدہ (پھول وغیرہ کی) تسبیح ہے۔ اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم رکھیں یا آپ کا کوئی امتی۔ اس سے معتزلہ کے اس قاعدہ کا رد ہوا۔ جو کہتے ہیں کہ مرنے کو زندے کا کوئی عمل فائدہ نہیں دیتا۔ ۲۔ تسبیح قولی ہے اور جمادات وغیرہ میں بھی ان کے لائق حیاۃ ہے اور معتزلہ (فلسفیل کی تقلید میں) ہر دونوں یعنی تسبیح قولی اور جمادات کی حیاۃ کے منکر ہیں۔

② ہماری اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اہلسنت قدما کے عقائد و مسائل اور ان کے اصول و ضوابط کی وراثت ہم اہل سنت (بریلوی مکتب فکر) کو نصیب ہے اور دیوبندیوں و دہابیوں (غیر مقلدین) اور دیگران کے ہمنواؤں کو معتزلہ اور فلاسفہ و اصول و ضوابط و عقائد و مسائل کی وراثت حاصل ہوئی۔

اسی لئے ان غریبوں کے تمام مسائل اصولی طور پر خوارج اور معتزلہ سے جا کر ملتے ہیں۔ بدینو جب فقیر انہیں خوارج و معتزلہ کی کٹ خلیں سمجھتا ہے تفصیل کیلئے دیکھئے ”ابلیس تا دیوبند“

(۳) امام شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری بیان کردہ احادیث سے استدلال کیا ہے اس سے ہم اہلسنت کی تائید اور منکرین کی تردید فرمائی۔ اور فرمایا جو نزکچور کا فائدہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت سمجھتے ہیں۔ وہ غلط اور مبنی برخطا ہے۔

(۴) مالکی مذہب کے بعض افراد کا اندازہ ہمارے منافی نہیں جبکہ حدیث مبارک اور صحابی کا عمل اور شوافع ادا حناف سارے کے سارے مؤید ہیں۔

(۵) قبر پر پھول وغیرہ ڈالنا اہل اسلام کا شیوہ ہے اداکار کرنے والے عینین کا انکار پھول اور تر کھجور کا انکار دوسری وجہ سے ہے۔ یہ ان کا امراء نہیں جو دہابیوں کی ہے۔ اسی کی وجہ ہم آگے چل کر عرض کریں گے (ان شاء اللہ)

(۶) جو امام خطابی اور امام قسطلانی سے مخالفین نے سہارا ڈھونڈھا وہی حضرات قائل ہیں تصریحات آئیں گی

(۷) امام شامی کے زمانہ تک یہ مسئلہ متفق علیہ ہے یہ خرابی محمد بن عبد الوہاب نجدی نے پیدا کی اور اس کی اتباع میں ہمارے ملک کے وہابی، دیوبندی، منکر ہو گئے اور نجدی مذکور باتفاق علمائے اہل اسلام خارجی تھا۔ جیسا کہ انہیں امام شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کتاب فتاویٰ شامی میں تصریح فرمائی ہے۔

نوٹ

امام شامی کی عبارت کے تحت ہم نے فوائد ان کی مختلف عبارات سے لے کر لکھے ہیں۔ ان کی عبارات آئندہ اوراق میں آرہی ہیں۔

۸) اسی امام شامی کی رد المحتار شرح در المختار (مطبوعہ مجتبیٰ ص ۶۶)

میں ہے۔ تتمہ بیکرۃ ایضاً قطع النبات والحیث من المقبرة
دون ایالیس کما فی البحر والدردر شرح الحنیۃ وظلہ
فی الامداد بآئۃ مادام رطباً یسبح اللہ تعالیٰ
فیولس المیت بہ وتنزل بذکر الرحمة ونحوہ
فی الخانیۃ اقول دلیلہ مادرد فی الحدیث من وضعہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام الجریۃ الخضر ام بعد شقیہا
تصفین علی القبرین الذی یعد بان وتعلیلہ یا التحفیف
عنہما مالہم بیسایہ یخفف عنہما ببرکۃ تسبیحہا
اذہوا کمل من تسبیح الیاس لعمالی الامخضر من نوع حیاۃ
وعلیہ فکرۃ قطع ذلک وان بنت بنفسہ ولم یملک
لون فیہ تقویت حق المیت ولوخذ کلاً من ذلک ومن
الحدیث فندب وضع ذلک للاتباع وبقاس علیہ
ما اعتد فی زماننا من وضع اعضاء الارس وغنی
صراح بذلک ایضاً جملة من الشافعة وهذا ولی
مما قالہ بعض المالکیۃ من ان التحفیف من القبرین انما
حصل ببرکۃ یدۃ الشریفۃ صلی اللہ علیہ وسلم اور عائدہ
لیہما فلا یقاس علیہ غیرۃ وقد ذکر البخاری ان بریدۃ
بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوصی ان یجعل فی قبرہ لا جریۃ ثان

واللہ تعالیٰ اعلم۔ — **خاتمہ** کا اس عبارت سے صاف معلوم ہو گیا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت دست مبارک اور دُعا پر محمول کرنے سے

برمحول کرنے سے تسبیح مجددہ پر محمول کرنا اولیٰ ہے یا ثانیوں کی ایک جماعت بھی اسی طرف ہے جب کتب کی تصریح یہ ہے علی الخصوص غایہ جس کے مصنف امام فقیہ النفس فخر الدین اورد جذدی ہیں۔ جن کی نسبت ائمہ و علماء نے تصریح فرمائی کہ ان تصبیح سے عدول نہ کیا جائے کہ نفس اجتہادی رکھتے ہیں تو اس کے مقابل بعض مالکیہ یا متاخرین حنفیہ کی شرح حدیث پیش کرنا فاقہ ہست سے بالکل بعید ہے۔ علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ کتب فقہ شرح حدیث پر مقدم ہیں۔ کما فی رد المحتار وغیرہ۔

سوال :- تم نے جن احادیث مبارکہ سے استدلال کیا ہے اس سے صرف اکیلے حضرت مجددہ صحابی نے استدلال کیا۔ پھر اس پر وصیت فرمائی باقی صحابہ سے تو منقول نہیں۔

جواب یہ قواعد اسلام سے بے بہرگی کی دلیل ہے۔ ان سے کون بچھے کہ کس نے لازم کیا کہ سب صحابہ بالاجماع اسپر عامل ہے ہوں بعض کا قول اور باقی کا عدم انکار بلاشبہ کافی ہے۔ اصحابی کا لفظ جامع یا مقتدریتیم ایشاد ہوا کہ میرے صحابی مثل ستاروں کے ہیں۔ تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے راہ پاؤ گے یا یہ فرمایا کہ جب تک سب صحابہ بالاتفاق کسی فعل کے عامل نہ ہوں۔ اتباع نہ کرو اس فعل بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب کو اطلاع کہاں ثابت۔ اور جن بعض کو اطلاع ہے ان میں دو کا فعل ثابت ہے۔ اور بعض سے منقول نہیں تو عدم نقل نقل عدم نہیں نہ ترک مستحب مفید عام استحباب

مودودی کے اجتہاد کا پردہ چاک
مودودی نے واضحی کی مودار قبضہ کے انکار کا دار و مدار کیلئے قاعدہ ہی غلط رکھا۔ اور کہا کہ قبضہ پر دلائل صحت کی نقل صرف عبداللہ بن عمر ہیں۔ (رضی اللہ عنہ)

اس نے یہ غلط قاعدہ دیوبند کے فضلاء سے چرا کر مستقل مجتہد بن بیٹھا۔ اس کی مزید تفصیل فقیر کی کتاب منۃ المنعم فی لیلۃ المسلم میں دیکھئے۔

سوال :- ابن طاہر نے مجمع البیارات میں لکھا ہے ”لیس فی الجریۃ“
معنی یحیئہ وانما ذاک ببرکۃ یدہ انتہی“

جواب یہ عبارت مجمع البیارات میں ہے لیکن مخالفین نے حسب عامت ادھوری عبارت لکھ دی ہے۔ اصل اور مکمل عبارت یوں ہے۔ مجمع البیارات جلد سوم مطبوعہ مطبعہ نو کشور ص ۲۹۸ میں ہے۔

ولیس فی الجریۃ معنی یحیئہ وانما ذاک ببرکۃ
یدہ لا ولذا انکر الخطابی و منع الناس الجریۃ
حلی القبر و قیل الرطب لیس فی تخفیف ببرکۃ
فیظروہ فی کل الریاء حین والبقول لقولہ وان
من شیء ای حی و حیوۃ کل شیء بحسبہ“

مطلب یہ ہے کہ جہد یدہ میں کوئی معنی ایسے نہیں جو اس کو خاص کریں اور یہ تخفیف
تو بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دست مبارک کی برکت سے ہوئی۔ اور اسی واسطے
خطابی نے لوگوں کے جہد یدہ وغیرہ کے قبر پر ڈالنے کا انکار کیا۔ اور کہا گیا ہے کہ
تر یعنی شاخ بہر تسبیح کرتی ہے۔ اور ہر چیز سے ہر زندہ چیز مراد ہے اور ہر
کی زندگی اسی کے لائق ہوتی ہے۔ نباتات کی زندگی اس وقت تک کہ خشک نہ ہو جائیں
مخالفین نے عبارت کا یہ اخیر حصہ تو چھوڑ دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تخفیف
عذاب کا باعث تسبیح جہد یدہ ہے اور جس عبارت میں قبروں پر پھول وغیرہ ڈالنے
کا صاف جواز مذکور ہے۔ اور پہلا حصہ خطابی کا مذہب لکھ ڈالا جس کو اکابر علماء نے
رو کیا ہے۔

سوال :- اس میں یہ قول یہ لفظ قیل ہے ۔

جواب :- یہ عبارت پر مرکز کرمانی یا قسطلانی شافعی کی ہے مگر اس سے پہلے
کی عبارت اسی مجمع البحار میں ہے ۔ جس میں اس قیل کو مذہب محققین سے مؤید کیا ہے ،
حکیم صاحب اسے اڑ گئے مجمع البحار میں بعد ذکر احتمال شفاعت سے لکھتے ہیں

”وقیل لکونہما یسبحان مدام وطین لقولہ“

تعالیٰ وان من شئی الا یسبح الی شئی محی و حیوۃ

الحشب مالم یسبح والحجر مالم یقطع والمحققون

علی تعمیم الشی وتبیحہ دلالة علی الصکالہ

واستحبوا قراۃ القرآن عند القبر لانه اذا خفف

به تسبیحہ فتلاۃ القرآن

اولیٰ یعنی کہا گیا ہے کہ تخفیف عذاب کا باعث یہ ہے کہ وہ شافعیوں کی جہت تک
زیر ہیں گی تسبیح کریں گی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی شے نہیں مگر وہ تسبیح کرتی ہے
اور لکڑی کی زندگی جب تک ہے کہ خشک نہ ہو اور پتھر کی جب تک ہے کہ قطع نہ کیا
جاوے اور محققین کے نزدیک شے عام ہے اور اس کی تسبیح صالح پر دلالت کرتی ہے
اور قبر کے پاس قرآن شریف کا پڑھنا علماء نے مستحب کیا ہے کیونکہ جب تسبیح
جریدہ سے تخفیف حاصل ہوتی ہے تو قرآن پاک کی تلاوت اور بھی اولیٰ ہے ۔

(9) طحاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۶۲ میں ہے ۔

”وقد اُفتی بعض الاممہ من متاخری اصحابنا بان

ما اُعتد من وضع الریحان والجوید سنۃ

ہذا الحدیث“

بعض متاخرین احناف نے فتویٰ دیا ہے کہ خوشبودار پھول قبور پر رکھنا جائز ہے

اسی حدیث سے استدلال کیا گیا ہے جو مذکور ہوئی۔ اور یہ عادت جواہل اسلام میں ہے صحیح اور جائز ہے۔

ف :- علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی فقہیت کا لوہا مخالفین بھی مانتے ہیں۔ انہوں نے (احناف) کا فتویٰ واضح فرمایا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ نجدی کے فتنہ سے پہلے قبور پر پھول وغیرہ ڈالنا جہل اسلام کی عادت تھی۔

(۲۰) علامہ بدرالدین شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

”واصل التحقيق على انه ليس بواجب اذا كان العقل لا يحيل التمييز فيها و جاء النص وجب المصير اليه واستحب العلماء قراءة القرآن عند القبر بهذا الحديث لانه اذا كان يرجي التخفيف بتسبيح الجريدة فتلاوة القرآن اولي فان قلت ما الحكمة في كونها مائة مائة طين ينفذ العذاب بعد دعوى العموم في تسبيح كل شيء قلت يمكن ان يكون معرفة هذا المعرفة —

عدد الزبانية في انه تعالى هو المختص بها (یعنی ص ۸۷)

اہل تحقیق کا مذہب ہے کہ وہ ٹہنی تر تسبیح پڑھتی ہے قاعدہ ہے کہ عقل کو سمجھ نہ آئے اور صریح نص کا حکم ہو تو عقل کو قرآن کرنا چاہیے علماء کرام نے قبر کے نزدیک قرآن پڑھنا مستحب بتایا ہے۔ ان کی دلیل یہی حدیث ہے اس لئے کہ جب ٹہنیوں کی تسبیح سے تخفیف عذاب ہوتا ہے تو قرآن پاک کی تسبیح و تلاوت سے بطریق اولیٰ ہے کہ تخفیف ہو اگر سوال کرو کہ جب قرآن میں عام حکم ہے تو پھر ٹہنی کی تخصیص کیوں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ علم اللہ تعالیٰ کو ہے اس کی تخصیص کا حال وہی ہے

جو زمانہ ملائکہ کی تقداد کا۔

خاندان تر ٹہنی ہو یا اور کوئی ترشے قبر پر کھنے سے تخفیف عذاب یا رفع درجات احادیث شریف و فقہا کی تصریحات سے ثابت ہے۔

لیکن وہابی دیوبندی منکر ہیں اور ایسی تصریحات و احادیث فقہ کا صاف انکار کرتے ہیں۔

لطیفہ صد الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ کی سحت علمی گرفت پر ایک دیوبندی حکیم ہدایت العلی کے حواس باختہ ہو گئے اس نے صاف لکھ دیا کہ

حکیم صاحب سوائے سچم آنحضرت صلیم کے سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین سے ہرگز ثابت نہیں کہ ان کا بھی یہ معمول تھا۔

جواب :- سبحان اللہ حکیم صاحب کے لئے آنسور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہونا کافی اگر اور لوگوں سے ثابت ہوتا تو مان لیتے۔ (شرم)

حکیم صاحب اور جو حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی وصیت اور روایت سے استدلال کیا ہے کہ شہائے ترکہ قبور پر ڈالنا عموماً جائز ہے ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ **جواب :-** ہاں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہونا آپ نے کافی نہ سمجھا تو بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت کیوں ماننے لگے ہو وہ تو صحابی ہیں مگر یہ بھی تو فرما چکے ہو کہ سلف صالحین سے ثابت ہو گا تو تسلیم کریں گے۔ کیا آپ نے حضرت بریدہ صحابی رضی اللہ عنہ کو سلف صالحین میں شمار بھی نہیں کیا۔ آپ کے نزدیک ان کا پایہ مولوی اسحاق دہلوی سے بھی کچھ کم ہے جو ان کا قول تو تسلیم کر لیا۔

سے ہم کہتے ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور ان کی روایت تسلیم نہیں کرتے۔ ()
خاند کا :- دیکھا حکیم نے کیا لکھ مارا کہ حضور پر نور نے کیا تو کیا حکیم کو تو سلف
 صالحین کی پیروی کرنی ہے۔

(۱۲) مدخل لابن الحاج میں ہے۔

”والعامۃ فی کثیر من البلدان تغربین الخواص

فی قبور موتاہم“

بجرت شہروں میں عام اہل اسلام اپنے اموات کی قبروں میں برگ خرماد لیتے ہیں۔
فائدہ معلوم ہوا کہ قدیم سے برگ خرماد وغیرہ قبور پر ڈالتے چلتے آئے۔ وہاں بیت نے
 اسے بدعت کہا اور اس سے واضح ہوا کہ وہاں بیت خود بدعت کی مرتکب ہے۔

سوال :- مدخل میں جریتین کا انکار ثابت ہے۔ انہوں نے حضرت بریدہ صحابی
 رضی اللہ عنہ کیلئے لکھا کہ ان کا قول عمل حجت نہیں۔

جواب :- مدخل میں ان کی تصریح میں نے لکھ دی ہے۔ باقی رہا ان کا ابو بریدہ
 رضی اللہ عنہ کے قول کی حجت کی بات انہوں نے تو اصول حدیث پر بحث کی ہے
 کہ قول اصحابی حجت نہیں اور وہ مالکی ہیں۔ مالکیوں کے ہاں قاعدہ صحیح ہے۔ لیکن ہم
 حنفی ہیں اور دیوبندی بھی حنفیت کے مدعی ہیں۔ احناف کے اصول میں قول و عمل
 حجت نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ دیوبندی صرف لیل تک محدود ہیں۔ کہ خود کو
 حنفی کہلاتے ہیں۔ درنہ درحقیقت یہ وہابی ہیں کہ وہاں بیت کے اصول پر چلتے ہیں۔
 حضرت سلطان العلماء ملا علی قاری لکھتے ہیں۔

(۱۳) استحب العلماء قراء القرآن عند القبر بهذا الحديث
 اذ تلاوة القرآن اولی بالتخفيف من تسبیح الجریدة
 وقد ذکر البخاری ان بریدہ بن الحسیب الصحابی

اوصیٰ ان يجعل في قبوة جريد قان فكان تبرك
يفعل مثل فضل رسول الله صلى الله عليه وسلم -

(مرقات ص ۲۸۶ مطبوع مصر)

- یہی علامہ قاری جہت اللہ علیہ لکھی کتاب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی شرح
میں لکھتے ہیں ۔

وقيل لا نهما يسبحان مادام رطبين
لقوله تعالى وان من شئ الا ليسج اى شئ
حتى وحيوة الخشب ما لم يبين والجوامم
يقطع والمحققون على تميم الشئ وتسبيحه
دلالة على الصالح والتعبو قراءة القرآن
عند القبر لانه اذا خفض به تسبيحه فتلاوة
القرآن اولى -

ترجمہ :- یعنی جب تک ترہوں اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا وان من شئ الا تسبیح پڑھتی ہے جب تک زندہ ہو اور
لکڑی کی حیات تر و تازگی میں ہے ۔ اور پتھر کی جب تک سالم ہے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو
محققین کہتے ہیں کہ یہ حکم عام ہے اور ان کی تسبیح صانع کے وجود کی دلیل ہے ۔
اسی لئے فرمایا کہ قبر کے نزدیک قرآن پڑھنا مستحب ہے کیونکہ تسبیح سے عذاب کی
تخفیف ہوتی ہے ۔ تو قرآن پڑھنے سے بطریق ہوتی ہے ۔

(۱۴) فتاویٰ برہنہ غیر مطبوعہ مطبع نو لکھنؤ جلد اول ص ۳۶۲ میں ہے کہ

”و در خبر است کسی کہ زیارت کند و گوید الہم انی استغفک بحق محمد
و آل محمد ان لا تغضب لمیت حق تعالیٰ عذاب ازاں گور بردار و نافع

صور و گل و ریجان بر گور نہادن اولی ست کہ تا ترست تسبیح
می گوید و میت ازاں انس میگیرد ازینجا گفته اند کہ گیاه ترانہ
گور نشاید و در کردہ ہر چند گیاه تر بود اثر رحمت بیشتر بود کمائی

الترغیب و تصدق بقیمت اولی تر۔

حدیث شریف میں ہے کہ قبر کی زیارت کرے اور کہے اے اللہ بطویل محمد و آل محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میت کو عذاب نہ دے تو اس مرنے
سے تا قیامت عذاب اٹھ جاتا ہے اور دکان قبر پر رکھنا بہتر ہے کہ جب تک تر رہیں گے
تسبیح کریں گے ان سے میت مانوس ہوگی۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ قبر سے گھاس نہیں
اکھیرنا چاہیے۔ تاکہ میت پر رحمت کی بارش ہو اور ان کی قیمت صدقہ کرنا اولیٰ ہے۔

(۱۵) فتاویٰ عزیزی مطبع مجتبیٰ دہلی میں ہے۔

”و نہادن گل و خوشبو ما خود ازاں ست کہ کفن میت را بخوشبو
و کا فور و دیگر خیر با ازیں جنس مثل حنوط یعنی اگر کچھ آمده است
و حالانکہ میت در قبرست ازیں چیز ہا۔ بر قبری نہند تا شا بہت
بمیت تازہ بہمرسد محتمل است کہ ازیں نہادن خوشبو مرور میت
می رسد زیرا کہ دریں حالت زندگی کہ قوت شامہ است مفقود است
اما قبا سا بر لذات کہ میت را می رسد بعد موت از روئے شرع
شریف ثابت یعنی لذت ہائے عالم کہ در احادیث صحیحہ آمده است
کہ قبانیہ من روحہا و طیبہا و در حق شہداء در قرآن مجید وارد است
یرزقون فرصین ابیات می تواند نمود“

امام نووی شارح مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ
وقیل لکونہما یسبحان مادامہما طیبین ولیس

للیا بس تسبیح وهذا مذهب کثیرین والا کثیر
من المفسرین فی قوله وان من شیء الا یسبح

بحمدہ (نوی ص ۱۲۱)

ترجمہ :- بعض نے کہا کہ وہ تسبیح پڑھتی ہیں جلتک ترہونگی اور خشک
کی کوئی تسبیح نہیں یہی اکثر فقہاء کا مذہب ہے اور یہی مفسرین فرماتے ہیں۔
اسکے بعد لکھا کہ

استحب العلماء قراءة القرآن
عند القبر لهذا الحديث لانه
اذا كان يبرجى التخفيف تسبیح
الجريد فتلاوة القرآن اولی
(مجمع البحار ص ۲۹۸ ج ۳)

علماء کرام کے نزدیک قبر کے قریب
قرآن پڑھنا مستحب ہے اس لئے
کہ جب ٹھہنی کی تسبیح تخفیف عذاب
ہے تو تلاوت قرآن سے بطریق اولیٰ

لطیفہ

عوام اہل اسلام یقین فرمائیے کہ دیوبندی وہابی دھوکہ دہی کے استاد ہیں معمولی
 سہارا کہیں سے ملجائے تو بغلیں بجاتے نہیں تھکتے خواہ وہ سہارا غلط ہو مثلاً
 اسی مسئلہ میں انہیں کہیں سے امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ملا تو فوراً چونک
 اٹھے کہ قبور پر پھول ڈالنا حرام ہے۔ اور سخت حرام اس لئے کہ بخاری کے شارح
 نے لکھ دیا یہ نہ دیکھا کہ اہل علم پھبتیاں اڑائیں گے۔ وہ اس طرح کہہواتے ہیں
 حنفی یا عامل بالحدیث اور قول پیش کر دیا شافعی المذہب کا حالانکہ یہ فقہی مسئلہ
 ہے اس میں احناف کو حنفی قول چاہیئے۔ اور عامل بالحدیث کو حدیث لیکن کیا کیا جائے

جہاں اصول و ضوابط کو بالائے طاق رکھ دیا جائے تو پھر.....

اور ان کی بدحواسی بھی قابلِ رحم ہے کہ حضور علیہ السلام کے کمال کی
 دلیل ہم نے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے بیان کی تو کہہ دیا کہ ہم نہیں ملتے
 کیونکہ یہ شافعی المذہب ہیں یعنی ہم نے ہر قبر میں حضور علیہ السلام کی زیارت
 کی تائیدی عبارت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیش کی تو کہہ کہ یہ
 شافعی المذہب ہیں اب عوام میرے ساتھ ملکر کیوں نہیں کہتے کہ یہ ہمیں
 شتر مرغ یا شتر بے مہکار۔

باب سوم

(سوالات و جوابات)

(سوال) قبور پر گل پاشی وغیرہ کا انکار بڑے محدثین سے منقول ہے مثلاً امام قسطلانی و امام خطابی نے انکار کیا ہے۔

جواب ۱۔ اس کے جوابات بھی بڑے بڑے محدثین سے منقول ہیں۔ امام بدر الدین شارح بخاری عینی میں لکھتے ہیں "ومنها قبل هل الجريد معنى يخصه في القرز على القبر لتخفيف العذاب (الجواب) انه لا معنى يخصه في المقصود ان يكون فيه رطوبة من اى شجر كان ولهذا انكر الخطابي ومن يتبعه وضع اليابس الجريد ترجمہ :- کھجور کی شاخ کی کیا خصوصیت ہے۔ جو قبروں پر گاڑی جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کھجور کی شاخ میں کوئی خصوصیت نہیں۔ مقصود تو تر ہے۔ خواہ کسی درخت کی ہو اسی وجہ سے خطابی اور ان کے متبعین نے قبر پر کھجور کی خشک شاخ ڈالنے سے انکار کیا ہے۔

جواب ۲۔ یہی امام عینی شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ بر "قل الخطابی فيه على استحباب تلاوة الكتاب العزيز على القبور لانه اذا كان يرحي عن الميت التخفيف تسبيح الشجر تلاوة القرآن العظيم اعظم رجاء وبركة (یعنی شرح بخاری ج ۱ ص ۸۷۵)

یعنی خطابی نے کہا اس حدیث میں دلیل ہے کہ قبروں پر قرآن مجید کی تلاوت مستحب ہے، اس لئے کہ جب درخت کی تسبیح میں میت سے تخفیف عذاب کی

امید ہوئی تو قرآن عظیم کی تلاوت میں تو امید و برکت عظیم تر ہے، مذکورہ بحث میں امام خطابی کے قول کی تردید ان کے اپنے قول سے ہو رہی ہے۔ یہاں کہ کم از کم اتنا ضرور ہے کہ امام خطابی کا قول خود مضطرب ہے۔ اور مضطرب قول قابل اسناد نہیں ہو سکتا۔

جواب ۳ امام قسطلانی کے انکار کی وجہ وہ یہ ہے:

ان ذالك خاص المنفعة بما فعله صلى الله عليه وسلم ببركة الخاصة به.

کہ انہوں نے اس منفعت کو نبی کریم علیہ السلام کے دست مبارک کی برکت کے ساتھ تحقق خیال کیا۔

امام قسطلانی ہمارے لئے بسیر و چشم لیکن ببقا بلہ امام عینی کہاں امام عینی اور کہاں امام قسطلانی۔

علم التحقيق اور مرتبہ کے لحاظ سے امام عینی امام قسطلانی سے افضل ہیں۔ (رحمہم اللہ تعالیٰ) امام عینی قسطلانی کے استاذ الاستاذ کے مرتبہ کے ہیں کیونکہ امام قسطلانی امام سخاوی کے شاگرد ہیں اور سخاوی عسقلانی و عینی کے ہم عصر ہم شہر ہیں۔ اور بہت سے مقامات پر قسطلانی نے عینی کی نقلیں لی ہیں۔

جواب ۴۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جن کے متعلق حضرت

علامہ علی قاری یوں رقمطراز ہیں :-

و شيخ مشايخنا السيوطي هو الذي احيا علم التفسير المأثور في الدر المنثور و جمع جميع الاحاديث المتفرقة في جامع المشهور و ما ترك فنا الاوله فيه متن او شرح مسطور بل وله زيادات و مخترعات يستحق

ان یكون هو المجدد فی القرن المذكور كما ادعاه وهو فی دعواه مقبول
 ومشکور هذا هو الظہر عندی واللہ اعلم (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۲۴۷ ج ۱)
 یعنی ہمارے شیخ المشائخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وہ ہیں جنہوں نے علم تفسیر کو رمنشور
 میں زندہ کیا۔ اور جمیع احادیث متفرقہ کو اپنی مشہور جامع میں جمع فرمایا۔ کوئی فن نہیں چھوڑا
 جس میں کوئی متن یا شرح نہ لکھی ہو۔ بلکہ ان کی زیادات و منثرعات بھی ہیں۔ وہ اپنے
 زمانہ کے مجتہد ہونے کے مستحق ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے دعویٰ کیا ہے۔ وہ اپنے دعویٰ
 میں مقبول و مشکور ہیں۔ (باقی فضائل فقیر کے رسالہ حیوۃ الانبیاء میں دیکھئے)
 ایسے مجدد و سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

وقد استنکر الخطابی ومن تبعه وضع الناس الجريد ونحو في القبر عملا بهذا
 الحديث قال الطرطوسي لان ذلك خاص ببركة يده صلى الله تعالى عليه
 وسلم وقال الحافظ ابن حجر ليس في السياق ما يقطع بانہ ياثر الوضع
 بيده الكريمة بل تحمل ان يكون امر به وقد تاسى بريدة
 الصحابي بذلك فاوضحى ان يوضع على قبره جريدتان وهو اولي بان
 يتبع من غيره انتهى قلت واثر بريدة يخرج في طبقات ابن سعد و
 قد اوردته في كتاب شرح الصدور مع اثر اخر عن ابي برزة
 مخرج في تاريخ ابن عساکر و قد رد النووي استنكار الخطابی و قل لا
 وجه له۔ (حاشیہ نان شریف) ص ۱۵

خلاصہ یہ کہ خطابی اور ان کے متبعین نے لوگوں کی قبروں پر تر شاخیں وغیرہ رکھنے کا
 انکار کیا ہے، طرطوسی نے کہا ہے کہ اس لیے کہ یہ نبی کریم علیہ السلام کے دست مبارک کی
 برکت کے ساتھ مختص ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ حدیث کا سیاق بھی یقین نہیں دلاتا کہ

نبی کریم علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے ہی شاخیں جہائی ہوں۔ بلکہ یہ احتمال ہے کہ کسی کو یہ حکم فرمادیا ہو، اسی لحاظ سے حضرت بریدہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر دو شاخیں رکھی جائیں اور غیزوں کا اتباع کرنے سے ان کی اتباع مناسب ہے (مجدد سیوطی فرماتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں بریدہ کا اثر طبقات ابن سعد میں تخریج کیا گیا ہے اور میں نے شرح الصدور میں مع ابورزہ اسلمی کے دوسرے اثر کے وارد کیا ہے) اور نووی نے خطابی کے انکار کو روکیا ہے، اور اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔

جواب ۵ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح مسلم شریف میں فرماتے ہیں۔

”وقد انكر الخطابي ما يفعله الناس على القبور الاخصاوص ونحوها متعلقين بهذا الحديث وقال لا اصل له فلا وجه له (ص ۱۲۱)

(نووی شرح مسلم)

یعنی خطابی نے لوگوں کی قبروں پر تر شاخیں وغیرہ ڈالنے کا انکار کیا ہے اور لا اصل نہ کہا، واقع میں لا اصل نہ کہنے کی کوئی وجہ نہیں

جواب ۶ علامہ امام بدر الدین عینی رحمۃ اللہ عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں :-

ومنها انه قيل ان النبي صلى الله عليه وسلم علل عن زهبا بامر منيب من العذاب ونحن لا نعلم ذلك مطلقا الجواب انه لا يلزم من كوننا لا نعلم يعذب ام لا ان نترك ذلك الاتري اما نلذعولميت بالرحمة فلا نعلم انه يرحم ام لا (ص ۱۲۹ ج ۱)

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری اسکا ترجمہ اگلے صفحہ پر بطور سوال جواب پڑھیے

ف - حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔

سوال :- نبی کریم علیہ السلام کا شاخیں جمانا اس لیے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

ان اہل قبور کا مذہب ہونے کا علم تھا اور ہمیں اس کا مطلق علم نہیں۔

جواب ۱ :- ہمارے مذہب سے کہ اس صاحب قبر پر عذاب کیا جا رہا ہے یا نہیں یہ لازم نہیں آتا کہ ہم شاخیں جمانا بھی چھوڑ دیں، کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم میت کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں اور ہمیں معلوم نہیں کہ اس پر رحم کیا جائیگا یا نہیں۔

جواب ۲ :- اگر کوئی شخص مذہب (بتلاً عذاب) ہو یا مغفور (بخشا ہوا) دونوں صورتوں میں چونکہ ہمیں علم نہیں ہے اس لئے دونوں صورتوں میں اس کے لئے دعائے مغفرت کرنا جائز ہے۔ حالانکہ بخشا ہوا ہماری دعاؤں کا حاجت مند نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہر قبر پر بہ نیت نفع، صاحب قبر پھول و تر شاخیں جمانا جائز ہی نہیں بلکہ سنت مستحبہ ہے۔ کیونکہ صاحب قبر کے مذہب ہونے یا مغفور ہونے کے بارے ہم لا علم ہیں۔

یا جس طرح مغفور کے لئے دعائے مغفرت کرنے سے اسے درجات بلند ہوتے ہیں۔ اسی طرح مغفور کی قبر پر پھول ڈالنے یا تر شاخیں جمانے سے پھولوں اور تر شاخوں کی حمد و تسبیح کی وجہ سے اس کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں مذکور ہے یا

۱۔ وضع الورع والریاحین علی القبور حسن وان تصدق قیمة کان حسن۔

قبروں پر تر شاخیں اور پھول ڈالنا اچھا ہے۔ اور ان کی قیمت کا صدقہ بھی اچھا ہے

۲۔ اسی طرح فقہ کی معتبر کتاب رد المحتار شرح الدر المختار مطبوعہ مصر میں ہے کہ

ومن الحديث مذهب وضع ذلك للاشباع وبقاس عليه ما اعتيد في زماننا

من وضع اغصان الأس ونحوه وصرح بذلك أيضاً جماعة من شافعية

وهذا أولى ما قاله بعض المالكية من ان التخفيف عن القبرين انما حصل

ببركة يده صلى الله عليه وسلم اودعانه لهما فلا يقاس عليه غيره

وذكر البخاري في صحيحه ان بريدة ابن الحصيب رضي الله تعالى عنه

اوصى بان يجعل في قبره جريدتان والله تعالى اعلم۔ رواه مختار ص ۹۴۶

خلاصہ یہ کہ تر شاخیں قبر پر رکھنے یا ڈالنے کا استحباب حدیث سے ثابت ہے اور اسی پر قیاس کیا جائے جو ہمارے زمانہ میں اس وغیرہ کی شاخیں وغیرہ ڈالنے کی عادت ہو گئی ہے، شافعیوں کی ایک جماعت نے بھی اس کی تصریح فرمائی ہے۔

اور یہ مالکیوں کے اس قول سے اولیٰ ہے کہ تخفیف دونوں قبروں میں بسبب برکت دست مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہوئی تھی یا آپ کی دعا سے ان دونوں کے

لئے پس اس پر قیاس نہ کیا جائے گا اور بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ بريدة رضي الله تعالى عنه نے وصیت کی کہ ان کی قبر میں کھجور کی دو شاخیں رکھ دی جائیں۔

سوال :- گل پاشی وغیرہ اگر جائز ہوتی تو حضور نبی کریم علیہ السلام نے اپنے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر قبروں کے ساتھ یہ سلوک کیوں نہ کیا

جواب :- کہ آج کل رمضان شریف میں تراویح کے ساتھ جو سلوک روا رکھا جاتا ہے، نبی کریم علیہ السلام نے تو صرف چند دن تراویح پڑھ کر دی۔ بعد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس ہیت کے ساتھ تراویح کا اہتمام فرمایا۔ جو آج کل رائج ہے اور فرمایا :-

هذا بدعة حسنة۔ یہ اچھی بدعت ہے۔ خلاصہ یہ کہ استحبابی امور کے لئے صرف ایک آدھ عمل کرنا یا اس کا اشارہ کافی ہوتا ہے۔

سوال :- اگر اس کا کوئی ثبوت ہوتا تو یہ فعل خیر القرون و سلف و صالحین میں کیوں رائج نہ ہوا؟

جواب :- یہ اعتراض ایک کھلی جہالت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا نبی کریم علیہ السلام کے صحابی حضرات ابو ہریرہ و بريدة رضوان اللہ علیہما اجمعین خیر القرون میں سے نہیں ہیں۔ امام سیوطیؒ، امام نوویؒ، حافظ ابن حجر صاحب

تساوی عالمگیری؟ صاحب روائت؟ علامہ عینی؟ امام عسقلانی؟ کیوسلف
 صالحین سے نکال دیا جائے تو پیچھے کیا رہ جائیگا۔ حالانکہ ہم ان کی تصریحات عرض
 کر آئے ہیں۔ تعجب تو ان حضرات پہ کیا جاسکتا ہے جو سنت سے ثابت ہونے
 والے اس فعل کو خوفِ خدا اور شرمِ نبی کا لحاظ کیے بغیر سینہ تان کر بدعت کہہ ڈالتے
 ہیں۔ حالانکہ وہ خود ہزاروں بلکہ لاکھوں کروڑوں امور بدعات کے عامل ہیں جنہیں
 وہ کسی صورت میں بھی سنت نہیں کہہ سکتے لیکن پھر بھی ہمیں بدعتی کہتے کہتے ہیں
 تحفۃ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ”تحقیق البدعة اور العصمة عن البدعة“

خاتمہ:- لطائف بدعات بھی بدعات

خود گھر کو سمجھالیں تو گل پاشی بقبور اٹکیے اپنے اکابر سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ
 مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب اصلاح الرسوم میں لکھتا ہے کہ پھول وغیرہ
 فاسقوں فاجروں کی قبروں پر ڈالنا چاہیے نہ کہ قبورِ اولیاء پر۔ ان کے مزارات میں
 عذاب ہے ہی نہیں جس کی پھول وغیرہ سے تخفیف کی جائے۔

اس عبارت سے مولوی تھانوی صاحب مان گئے
 کہ قبور پر پھول وغیرہ ڈالنا جائز ہے صرف ضد ہے
 تو انبیاء عظام اور اولیاء کرام سے لیکن ناظرین

مولوی اشرف علی
 کا اعتراف

سوچیں کہ یہ لوگ اولیاء و انبیاء دشمنی میں کیسے کیسے عجیب ہتھیار استعمال کرتے ہیں
 جیسے یہاں تھانوی صاحب نے استعمال فرمایا کہ عوام شرعی قواعد سے بے خبر فوراً
 متاثر ہونگے کہ واقعی اولیاء و انبیاء (علیہم السلام) کے مزارات پر پھول ڈالنا جائز
 نہ ہوں کیونکہ قبور پر پھول اور تر پتوں اور شاخوں سے تو گناہ کی مغفرت اور
 عذاب کی تخفیف مطلوب ہے اور انبیاء و اولیاء پہلے سے بخشے ہوئے ہیں۔

فلہذا ان کے مزارات پر پھول ڈالنا حرام یا کم از کم ناجائز ہو۔ فقیر کے جواب سننے سے پہلے اندازہ لگالیں کہ یہ لوگ اس طرح سے میٹھا حلوہ دکھا کر نہ ہر کھلاتے ہیں۔ لیکن یہ شکر ہے کہ ان کا حکیم الامتہ مان گیا کہ شرعاً عوام کی قبروں پر ترشا خیں اور پھول وغیرہ ڈالنا جائز ہے۔

مولوی اشرف علی کے غلط استدلال کا ازالہ۔

شریعت کا قاعدہ ہے کہ وہ اعمال و افعال اور وہ جملہ امور جو گناہ گار کی دفع معیبت کرتے ہیں۔ وہ صالحین کے

لئے بلندی درجات کا فائدہ دیتے ہیں۔ جیسے
 ۱ مسجد کی طرف چلنا ہمارے گناہ معاف کراتا ہے مگر صالحین کے درجات بڑھاتا ہے۔

۲ بہت سے اعمال و افعال اور بعض دعائیں مجرموں کے گناہوں کو مٹاتی ہیں اور صالحین کے مراتب بڑھاتی ہیں۔ اس طرح کی سینکڑوں کی مثالیں اسلام میں موجود ہیں۔ تو اگر مفتاح النبی صاحب کا قاعدہ مان لیا جائے تو پھر چاہیے کہ صالحین نہ مسجد میں آئیں نہ استنفا پر پڑھیں اور نہ ہی ان کے لئے ایصالِ ثواب کیا جائے اور نہ ہی دیگر وہ امور جو ان کے وصال (وفات) کے بعد ہمارے لئے عمل میں لانے کا حکم ہے۔

بجائے لانے جائیں کہ وہ گناہوں سے پاک ہیں اور نہ ہی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درود پاک پڑھا جائے جبکہ اس میں اللہم صلی علی سیدنا محمد ہے

نوٹ :- یہی حربہ غیر مقلدین استعمال کرتے ہیں کہ جس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے لئے تم کہتے ہو کہ وہ اب بھی ہماری فریاد رسی (شفاعت) فرماتے ہیں یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ ہماری دعاؤں کے محتاج ہیں (معاذ اللہ) تو جس طرح ہم ان غیبی مقلدون کو درود شریف کا جواب دیں گے سو وہی جواب تمہارے لئے کہ ان پھولوں

کی تسبیح سے ان انبیاء عظام اور اولیائے کرام کی مزارات میں رحمت الہی اور بھی زیادہ ہوگی جیسے وہاں تلاوت قرآن ہے۔

(لطیفہ) یجوز لنا ولا یجوز لغيرنا " (ہمارے لئے تو جائز ہے لیکن دوسروں کیلئے ناجائز) عسب کا مشہور مقولہ ان صاحبان نے اپنا

لیا ہے چنانچہ آزما کر دیکھئے کہ وہ حبلہ امور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے وارثین ^{اولیائے} کیلئے ہم اہلسنت ادا کریں گے وہ ان کے نزدیک شرک اور حرام اور مکروہ تحریمی اور بدعت سیئہ ہیں لیکن اپنے لئے اور اپنے مولویوں لیڈروں کے رسات ^{خیر} کے لئے عاصی غفیرہ غوثیہ ان کے نزدیک حرام اور بدعت سیئہ لیکن اپنے مولویوں کے لیے لیڈروں کیلئے اتنا طبع چوڑے اور گلے پھاڑ پھاڑ کر نعرے لگائیں گے۔ کہ

جنہیں سن کہ کان پھٹنے کو آتے ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھئے فقر کی کتاب خرقہ بکیریت ہرمانہ ایسے ہی پھولوں اور ٹوٹوں اور دیگر مہنوی ہارون سے اپنے مولویوں لیڈروں کو ایسا سجاتیں گے کہ دور سے دیکھ کر وہاں کا وہم ہو لیکن اولیاء کے مزارات کے پھولوں کیلئے حرمت کا فتویٰ ہے حالانکہ سرکارِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں پھولوں کی کمی نہیں اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چاہتے تو سرکارِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ہر وعظ اور ہر خطبہ میں بہترین سے بہترین پھولوں کے ہار پہناتے لیکن کبھی ایسا نہ ہوا اور آج ایسا ہونا گویا وعظ و تقریر کے جملہ کے لئے کالجزمین گیا ہے۔ لیکن کبھی حرام اور بدعت سیئہ کا فتویٰ نہیں اور یہ گل پاشی نہ صرف زندہ مولویوں لیڈروں کیلئے بلکہ ان کے مرنے والے بھی پھولوں سے لادے گئے۔

ملاحظہ ہو

روزنامہ جنگ کراچی ۱۳ اپریل ۱۹۸۰ء میں ہے۔

پر گل پاشی کی گئی۔

"احتشام الحق تھانوی

نوٹ:- یہ صرف نمونہ کے طور پر ان کے دو مولویوں کا نام لکھا گیا ہے ورنہ اخبارات گواہ ہیں کہ یہ بدعت تقریباً ان کے ہر چھوٹے بڑی مولوی لیڈر کے لئے ہوتی۔ اور ہوتی رہے گی۔

(لطیفہ) حضرت امام شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے حوالہ میں پڑھ لیں کہ ان کے زمانہ تک مسلسل اس اجماعی مسئلہ پر عمل ہوتا رہا۔ نجدی محمد بن عبد الوہاب سے انکار شروع ہوا۔ تو اس مسئلہ کے مشککہ بدعتی ہوتے۔

لطیفہ:- جس مسئلہ میں انکو معتزلہ و خوارج کی تائید ملے گی اسے اپنائیں گے۔ دلیل کیلئے غلط سہارے تلاش کریں گے معتزلہ کا اصول ہے کہ اہل اموات کو اہل اسلام کسی قسم کا نفع نہیں پہنچا سکتے یہ مسئلہ بھی مجدد اسی سے ہے۔ اسی لئے ان لوگوں نے معتزلہ کے اصول پر عمل کر کے خطاب دقسطلانی رحمہم اللہ تعالیٰ کا سہارا ڈھونڈا۔ حالانکہ ان کا مقصد کچھ اور تھا جسے ہم نے تفصیل سے عرض کر دیا ہے۔ لیکن انہوں نے ان کا سہارا کیا جو سراسر غلط نکلا۔

لطیفہ:- ان کی عادت ہے کہ جس عقیدہ کو شک یا حرام کہیں گے اسے ضرورت کے وقت عمل میں لائیں گے مثلاً بزرگوں کے تبرکات کیلئے

ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ اہل اموات کو فائدہ پہنچاتے ہیں جس کی تفصیل فقیر نے رسالہ

"فیض الحسن فی الکتابۃ علی الکفن" میں لکھی ہے لیکن یہ لوگ اس عقیدہ کو نہیں

مانتے مگر اس مسئلہ میں اس کا سہارا لے کر اعتراض کیا کہ جن قبروں پر حضور علیہ السلام

نے کھجور کی شاخیں جمائیں وہ صرف آپ کو مست مبارک کی برکت سے عذاب زائل ہوا۔

ورنہ یہ قاعدہ عام نہیں۔ حالانکہ یہ اس عقیدہ کے مشککہ میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے تبرکات کچھ فائدہ دے سکتے ہیں اسی لئے عبداللہ بن ابی بن صلول منافق

کی حدیث اپنے دعویٰ میں پیش کرتے ہیں۔

نئے مجتہد کا نیا شوشہ

فقیر یہ رسالہ مکمل کر چکا تھا تو دیا بند کے چار مجتہدین کے چار مقالے ”ادارہ اسلامیات

لاہور کے شائع کردہ مسماۃ بدعت کیا ہے کسی نے دیئے کہ یہ جدید تحقیق عجیب و غریب ہے اس کے متعلق رائے قائم کی جائے۔ فقیر نے کتاب کی طباعت اور جلدی بندی اور اس کے ناشر کے کردار دیکھ کر سمجھا کہ بہترین اور محققانہ طور پر لکھی گئی ہوگی لیکن جب اسے کھولا تو یہ مثال صادق آئی کہ کھودا پہاڑ نکلا چوٹا۔ اس کا ایک نمونہ میرے موضوع بحث سے ہے۔ اس کے صفحہ ۲۵۲ کا مضمون جوں کا توں حاضر ہے۔

ایسے ہی ایک حدیث قبروں پر پھول وغیرہ چڑھانے کے سلسلے میں بطور دلیل حجت لائی جاتی ہے کہ حضورؐ ایک مرتبہ کسی قبر سے گزر رہے تھے تو آپؐ نے کسی درخت کی ایک ٹہنی توڑ کر قبر پر پھیری یا گاڑ دی۔ جب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ اس قبر کی میت پر عذاب ہو رہا تھا۔ یہ ٹہنی مڑے کے لئے دوائے مغفرت کرے گی۔

مجھے مستحضر نہیں رہا کہ یہ روایت کس کتاب میں ہے نہ لکھنے والے نے کوئی حوالہ دیا ہے میں اس روایت کو جوں کا توں صحیح مان کر اہل عقل سے پوچھتا ہوں کہ کیا اس سے کسی بھی پہلو قبر اولیا پر پھول چڑھانے کا جواز نکلتا ہے؟ یہ روایت تو بتاتی ہے کہ حضورؐ نے پھول نہیں ٹہنی چھوائی ہے۔ آپؐ ٹہنی کے پھولوں کی بات کرتے ہیں۔ حضورؐ نے عذاب سے نجات دلانے کے لئے یہ عمل کیا تھا۔ آپؐ ان بزرگوں کی قبر پر بطور عقیدت و نیاز مندی پھول چڑھا رہے ہیں جن کے متعلق آپؐ عذاب کا وہم بھی گناہ سمجھتے ہیں اور فرض کیجئے آپؐ اپنے عزیز واقارب ہی کی قبروں پر ان کے عذاب کو ہلکا کرنے کے لئے پھول چڑھانے لگیں تو اس کا مطلب

یہ نکلے گا کہ آپ بھی خود کو رسول اللہ کی طرح مقبول بارگاہ الہی سمجھتے ہیں آپ بھی اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ آپ کے دست مبارک کے ڈالے ہوئے پھول عذاب ہلکا کر دیں گے۔ آپ کے نزدیک گویا میت کے عذاب کو ہلکا کرنے کی تاثیر دست رسول میں اور دعائے رسول میں نہیں تھی بلکہ خود ٹہنی میں تھی اور آپ ٹہنی نہ ملنے کی وجہ سے پھول چڑھا رہے ہیں کہ پھولوں میں بھی عذاب کم کرنے کی خاصیت ہے۔ اللہم حفظنا کھلی ہوئی بات ہے کہ مزاروں پر پھول چڑھانا۔ منیٰ ماننا، چادریں چڑھانا، کھانا پر فاتحہ پڑھنا سب عجیب و تمدن کے انعامات ہیں جنہیں آپ نے اپنے دین کے سانچے میں ڈھال لیا ہے اور خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر آپ کو انعام آخرت دے گا۔ زبے خوش خیالی۔

تبصرہ اویسی | اس مقالہ کے راقم خیر سے عامر عثمانی ہیں یعنی ایڈیٹر ”تجلی دیوبند“ سابق دیوبندی اور آنجنہانی مودودی کا نام ہی اس کی قابلیت کی داد دے رہا ہے۔ اس مقالے کا نام ہے ”بدعت توحید کی ضد ہے“ سبحان اللہ کیا ہی علمی نکتہ ہے۔ توحید کی نفی شرک تو عام مشہور ہے لیکن نئے مجتہد کا اس طرح کا نیا اجتہاد جدت پیدا کر رہا ہے۔ عامر صاحب کے عرف میں جتنا بدعات (حسد) کا ارتکاب ہو رہا ہے وہ شرک ہے اگرچہ اس میں سارا دیوبند اینڈ مودودی کہنی بھی شامل ہے۔ تفصیل فقیر کی کتاب ”تحقیق البدعت واللعنة عن البدعت“ میں ہے۔

(۲) مخالفین کا محقق عامر عثمانی لکھتا ہے کہ ”مجھے مستحضر نہیں رہا کہ یہ روایت کس کتاب میں ہے۔ جس محقق کو متفق علیہ (بخاری و مسلم اور مشکوٰۃ جیسی معروف کتابوں کی روایات کا علم نہیں وہ تحقیق خاک کرے گا۔ جب ان کے معتقدین ان کی ایسی بے اعتنائی دیکھتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ اہلسنت کی پیش کردہ روایت غیر معتبر نہیں

اسی لئے ان غریبوں کے سامنے جب بھی ہم اپنے دعویٰ میں کوئی روایت پیش کرتے ہیں تو فوراً کہہ اٹھتے ہیں یہ روایت ضعیف ہے آزما کر دیکھئے۔ یہ ان کی لاعلاج بیماری انہیں کہاں سے کہاں تک لے جائے گی۔

(۳) دیوبند دہلیہ کے محقق نے دہلی مولوی اشرف علی تھانوی والا استدلال پیش کیا ہے۔ عبارت کی طبع سازی کے سوا کوئی تحقیق نہیں فرمائی۔ دوسرا وہی سوال دہرایا ہے۔ جس کے جوابات ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ یہاں پر مجھے صرف یہ دکھانا ہے کہ مخالفین خود تو محروم ہیں لیکن دوسروں کو بھی محرومی کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

بہر حال احادیث مبارکہ اور محدثین و فقہاء کرام کی عبارات سے ثابت ہوا کہ عام مومنین کی قبور پر ہر سبز شاخ اور پھول

ڈالنے سے عذاب کی تخفیف ہوتی ہے اور بزرگوں کے مزارات پر پھول وغیرہ ڈالنے جائز ہیں۔ اس مسئلہ میں صرف انکار خوانج زمانہ کو ہے۔ حضور علیہ السلام کے زمانہ اقدس

سے لے کر آج تک تمام اہل اسلام اس کے قائل اور عامل تھے اور ہیں۔ ان کے اختلاف سے مسئلہ کی حقیقت میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور نہ ہی ان کے اختلاف سے اللہ والوں کے مزارات پر پھول ڈالنے میں کمی آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ والوں کی عقیدت و

محبت و نسبت میں تا ابد قائم و دائم رکھے اور انہیں کے ساتھ قیامت میں ہمارا حشر ہو۔ آمین۔
وصلی اللہ علی حبیبہ الرّوف الرّحیم الکریم الامین۔ وعلی آلہ و

اصحابہ اجمعین۔

فقط

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۴، رجب ۱۴۰۲ھ شب اتوار بعد نماز عشاء۔

خطابی رحمۃ اللہ علیہ کے انکار کے جوابات

خطابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ تو صریح فرماتے ہیں
 ”لعل وجه الکلام الخطابی ان هذا واقعة حال
 خاص لا یفید العموم ولهذا وجه له توجیحات
 سابقة فتدبر فانه محل النظر“

خاند کا یہ عبارت عموماً مخالفین پیش کرتے ہیں لیکن یہی عبارت خود بتاتی ہے
 کہ خطابی کا یہ قول مخدوش ہے۔ اس لئے کہ ”فتدبر“ وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں وہ امر
 مخدوش ہو سکے بعد ”فانه محل النظر“ جملہ تو صراحت کرتا ہے کہ خطابی کا یہ قول بالکل
 ضعیف اور ناقابل قبول ہے۔

(۱۱) حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ خطابی کے انکار
 کی کوئی اصل نہیں ہے۔ یعنی ان کا اپنا عندیہ ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ

”ثم دأيت ابن حجر صرح وقال قوله لا اصل له
 ممنوع بل هذا الحديث اصل أصيل له ومن نعم
 افق بعض الأئمة من متأخري أصحابنا بان ما اعتد
 ومن وضع المريحان والجريد سنة بهذا الحديث“

(مرقات ص ۲۹۲ ج ۱ مطبوع مصر)

میں نے ابن حجر کی تصریح دیکھی انہوں نے فرمایا کہ خطابی کے قول کی کوئی
 وقعت نہیں ہے اس لئے کہ یہ حدیث اس مسئلہ میں اصولی لحاظ سے اصل ہے اس
 لئے کہ ہمارے متاخرین ائمہ نے قبور پر گل و ریحان ڈالنا عادت بنا رکھا ہے۔ اور
 یہ سنت ہے۔

۴۔ جہاں اس عبارت سے خطابی کا رد معلوم ہوا یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت
فائدہ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ سے قبور پر ترش خیں ڈالنا سنت سمجھا
 جاتا ہے لیکن افسوس کہ نجدی فتنہ نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

خطابی کا اقرار خطابی رحمۃ اللہ علیہ یہ تو خود بھی مانتے ہیں کہ قبور پر تر
 شاخیں ڈالنا اہل اسلام کا شیوہ ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

«والعامة في كثير من البلدان تفرس الاخواص
 في قبور موتاهم» (مجمع البحار ص ۲۹۸ ج ۳)

۵۔ حضرت خطابی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۷۳۸ھ میں
خطابی کا سن وقفات ہوا اس سے معلوم ہوا کہ یہ عمل خیر القرآن سے جاری تھا
 اور امام شافعی رحمۃ اللہ تک جاری رہا۔ اور ان شاء اللہ تاقیامت جاری رہے گا۔
 صرف نجدی فتنہ کی لپیٹ میں آنی والے اس سنت سے محروم ہیں۔ بلکہ اسے بدعت
 کہہ کر اپنا انجام برباد کر رہے ہیں۔

خطابی کے انکار کی وجہ : خطابی رحمۃ اللہ علیہ کا انکار اصل مسئلہ سے نہیں صرف کھجور
 کی تر شاخ سے ہے یعنی اسے صرف شاخ کھجور سے مقید
 نہ کیا جائے بلکہ ہر ترشے ڈالنے کو عام کیا جائے۔ چنانچہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا
 ہے کہ «ومنها هل الجريد معنى يخصه في العذر على القبر

تخفيف العذاب الجواب انه لا معنى يخصه بل المقصود
 ان يكون رطبة من اى شجر كان ولهذا انكر الخطابي

ومن تبعه وضع الياسين الجريد»

ان مسائل میں ایک یہ ہے کہ صرف ٹہنی کھجور کا رکھنا خاص ہے جو تخفیف عذاب
 کرتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عام ہے کہ کوئی تر شاخ ہو جس درخت کی بھی ہو

اس لئے خطابی اور اس کے متبع خشک ٹہنی رکھنے کا انکار کرتے ہیں۔

خطابی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے

خطابی رحمۃ اللہ علیہ سے تائید کی تصریح

چنانچہ علامہ علی نے لکھا ہے

(۱) "قال الخطابی فیہ ادلیل علی الاستحباب تلاوتہ الکتاب
العزیز علی القیود لانه اذا کان یرجی عن المیت العقیف

تسبیح الشجر فتلاوتہ القرآن العظیم اعظم رجاء

وبرکتہ، (شرح البخاری صفحہ ۲۵۷ ج ۱)

خطابی نے اس بارے میں فرمایا کہ اس سے ثابت ہوا کہ قبر کے نزدیک عذاب

کی امید جب تر شاخ رکھنے میں ہے تو تلاوت کلام الہی میں اور زیادہ امید ہونی

چاہیے۔ (۲) شرح الصدور میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔

"قال الخطابی ہذا عند اہل العلم محمول علی

ان الامشیاء ما دامت علی خلقها و خضر ہفتاد

طراوتھا فانھا تسبیح حتی تجف رطوبتھا و

تحمول خضر ہفتاد او تقطع عن اصلھا"

خطابی نے فرمایا کہ اہل علم کے نزدیک ٹہنیوں کی تری اور سبزی ضروری ہے

کیونکہ وہ اللہ کی تسبیح کرتی ہیں۔ خشک ہونے تک یا انہیں جڑ سے کاٹنے تک۔

جس خطابی کا سہارا ڈھونڈ ٹھاکا گیا ان کا اپنا قول بھی ہماری تائید

نتیجہ میں مل گیا۔ تو جس قول سے مخالفین استدلال کرتے ہیں وہ مضطرب

ہے اور اقوال مضطربہ قابل حجت نہیں ہوتے۔

امام خطابی شافعی المذہب ہیں اور یہ مسئلہ فقہی ہے تو

شافعی المذہب

اکثر مخالفین حنفیت کا دم بھرتے ہیں۔ اصولی طور پر ان کو

ان کے قول سے استدلال علمی حیانت یا فقہی بے ہالت ہے۔ اور وہ ہیں بھی اکیلے اگر ثابت ہو جائے کہ واقعی وہ مسئلہ ہذا کے خلاف ہیں ورنہ اکثر شواہح اس کے قائل نہیں جیسا کہ تصریحات مذکور ہوئیں اور ہوں گی۔

وہی بے ڈھنگی رفتار : مخالفین کی مثال شرب مہار کی ہے کہ کسی مسئلہ کے خلاف نجدی تقلید میں آواز اٹھائیں گے تو کہیں گے دکھاؤ کہاں لکھا ہوا ہے قرآن و حدیث میں۔ اگر قرآن و حدیث دکھائیں گے تو کہیں گے کہ کسی فقیہ و محدث کا استدلال اور حوالہ دکھاؤ۔ جب سب کچھ دکھاؤ تو انکار کو پختہ کرنے کے لئے کسی بھی منکر کا سہارا ڈھونڈیں گے جیسے یہاں ہوا کہ ہم نے حدیث جریدہ دکھائی تو محدثین کرام کی تصریحات پڑھائیں اور فقہاء احناف کے حوالہ جات پیش کئے اب لگے ہاتھ پاؤں مارنے اور کہا خطاب و غیرہ نے انکار کیا ہے ہم نے اس کی محققانہ طور پر قلعی کھول دی ہے۔ اسکے باوجود بھی کہیں گے ہم نہیں مانتے۔ آزمائے دیکھ لیجئے۔

دُوبت کو تنکے کا سہارا : مخالفین جب امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ کے سوال سے ہارتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ فعل صرف اور صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت سے ہے کہ چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ترشائیں جمائیں اس لئے آپ کے دست اقدس کی برکت سے ان پر سے عذاب کی تخفیف ہوئی۔

جوابات اویسی : (۱) حضور بنی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تعلیم انسانی کے لئے تشریف لائے ہیں اس لئے ہم امتیوں کو آپ کے ہر فعل و قول و عمل کی اتباع کہ نا لازمی اور ضروری ہے لیکن چونکہ آپ ہماری مثل نہیں اس لئے بعض امور آپ کی خصوصیات سے ہیں۔ اور وہ

خصوصیات علماء کرام نے علیحدہ تصانیف میں تحریر فرمائی ہیں۔ چنانچہ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی حضائض کبریٰ اس موضوع پر بہت مشہور ہے۔ اس میں اس خصوصیت کا کہیں ذکر نہیں۔

(۲) علماء کرام نے خصوصیت کے لئے ایک قاعدہ شرعیہ لکھا ہے وہ یہ کہ
 ”وما لم يعلم من ای جهة فعله قلنا فعله
 علی ادنی منازل افعاله وهو الاتباع لان الاتباع
 اصل فوجب التمسك به حتی یقوم دلیل الخصوصية
 (حسائی و نور الانوار وغیرہ وغیرہ)

اس عبارت سے یہ صاف ظاہر ہے کہ جب یہ نہ معلوم ہو سکے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فعل کس جہت پر کیا تو سمجھ لینا چاہیے کہ حضور کا فعل کم از کم حضور کے افعال شریفہ کے ادنیٰ منازل پر ہوگا اور کم سے کم مرتبہ ان سرور والا جاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افعال شریفہ کا اباحت ہے۔ تو جب تک دلیل خصوصیت قائم نہ ہو حضور کے افعال شریفہ کے ساتھ تمسک واجب ہوگا۔ کیونکہ حضور کا اتباع لازم ہے ہم تو حضور ہی کو مقتدا مانتے ہیں اور حضور ہی کے افعال شریفہ کا اتباع کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی التجا کرتے ہیں کہ ہمیں تادم اخیر کا عے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع نصیب فرمائے اور انہیں کے متبعین میں ہمارا حشر کرے آمین۔



معمولات و معتقدات پر چلے آرہے ہیں۔ اگر ان کے خلاف آواز اٹھتی تو دب جاتی۔ مثلاً خوارج و معتزلہ وغیرہ جب سے انگریز نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کی وہابی تحریک کی بنیاد رکھی تو اس وقت سے اہل سنت کے معتقدات و معمولات شرک و بدعت کی لپیٹ میں آ گئے۔ خوارج و معتزلہ کے عقائد و مسائل زندہ کئے گئے صرف اصطلاحات و اسماء اور طریقے بدلے گئے تفصیلات فقیر نے کتاب "ابلیس تا دیوبند" میں لکھ دی ہیں۔

یہاں قبور پر پھول ڈالنے کے اختلاف معتزلہ کے اصول کی جھلک ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ انسان مرنے کے بعد بمنزلہ مٹی کہے نہ فائدہ دے سکتا ہے نہ لے سکتا ہے۔ اس لئے وہ قبر کے عذاب و ثواب کے قائل نہیں ان کے اسی اصول کو زندہ کرنے پر وہابیہ کی بنیاد ہے۔

غور فرمائیں گے تو ہمارا اور وہابیوں دیوبندیوں کے اکثر مسائل و عقائد کا اختلاف اسی اصول پر ہے ہم معتزلہ و خوارج کے اصول مٹانا چاہتے ہیں اور وہ انہیں زندہ کرنا چاہتے ہیں۔

اہل سنت قدام کی کتب احادیث و تشریح و فقہ جنہیں تشریح اور قبور پر پھول ڈالنے کا جواز و استحباب کا ثبوت ملتا ہے

نمبر شمار	نام کتاب	صفحہ نمبر
۱	بخاری شریف	
۲	مسلم شریف	
۳	مشکوٰۃ شریف	۲۲
۴	کنز العمال	۱۲۱

صفحہ نمبر	نام کتاب	نمبر شمار
۸۸۴، ۸۸۵ ۸۸۹ ۱ ج	معدۃ القاری از علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ	۵
۲۷۶ ۱ ج	فتح الباری از علامہ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ	۶
۲۳۵ ۱ ج	ارشاد الساری شرح بخاری از قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ	۷
۲۸۶، ۲۸۷ ۱ ج	مرقات شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ	۸
مساجد ۱	نودی شرح مسلم	۹
۶۶ ۱ ج	رد المحتار فتاویٰ شامی	۱۰
۲۹۸ ۳ ج	مجموع البحار	۱۱
۱۵، ۱۴	زہر الہی شرح نسائی علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ	۱۲
۲۱۱	شرح الصدور " " " " " "	۱۳
۳۶۲	عالمگیری (فتاویٰ ہندیہ)	۱۴
۳۶۲	فتاویٰ برہنہ (فارسی)	۱۵
	فتاویٰ عزیز شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ	۱۶

ان کے علاوہ بے شمار کتب احادیث و فقہ و فتاویٰ اور تاریخ اسلام میں حوالہ جات موجود ہیں اور وہابیوں غیر مقلدوں سے پوچھیے کہ تمہارے انکار کے حوالے کون سے قدمائے اہل سنت کی تصانیف میں ہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ اپنا اجتہاد پیش کریں یا معتزلہ و خوارج اور اہل ظواہر سے دلائل اُدھار کھاتے سے لیں۔

ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری نے اپنی تصحیح میں جابر

رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل بیان کی جس کا جملہ آخر یہ ہے

سوال

”قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان

مردت بقبرین یعد بان فاجیبت بشفاعتی ان

یرفعہ ذلک عنہما مادام العضا ان رطبین“

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں دو قبروں پر گزرا جن کے صاحب پر عذاب ہو رہا تھا۔ چنانچہ میں نے ان کے لئے شفاعت کی چنانچہ میری درخواست جناب باری تعالیٰ میں قبول ہوئی اور دونوں سے عذاب (ناخوشگاہ ہونے) شاخوں کے) موقوف کیا گیا۔ (انتہی بلفظہ)

اس حدیث کو پیش کرنے سے معترضین کا یہ منشاء ہے کہ وہاں

تر شاخیں جمانی تھیں تو شفاعت بھی فرمائی تھی پھر تخفیف

جواب

عذاب ہوئی تو شفاعت سے نہ کہ تر شاخوں سے۔

یہ معترضین کا اپنا خیال ہے کیونکہ جس واقعہ سے استدلال کیا

گیا ہے اس میں صرف تر شاخوں کا جمانا ہے اس کے ساتھ شفاعت کا جداگانہ

ذکر نہیں۔ یہی حدیث جابر رضی اللہ عنہ تو یہ واقعہ ہی دوسرا ہے اور نہ ہی ہم

نے اس سے استدلال کیا ہے جن احادیث سے ہم نے استدلال کیا ہے وہ

واقعات اور ہیں اور یہ واقعہ اور۔ دونوں کو ایک سمجھنا یہ دیوبندیوں و دہریوں

کی کم علمی کی دلیل ہے۔ ذیل میں ہم محققین شارحین کی تصریحات عرض کرتے

ہیں تاکہ مخالفین کی کم علمی ثابت ہو۔

فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد اول مطبوعہ مطبع میریہ

مصر ص ۲۴۶ جس میں شیخ الاسلام حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد علی بن محمد

بن محمد بن حبر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ قرطبی سے نقل فرماتے ہیں

”وقیل انہ مشفع لہما ہذا المدۃ کما صرح

یہ وہی حدیث جابر لان الظاہران القصۃ

واحدۃ وکذا رجم النووی کون القصۃ واحدۃ

وفہ نظر لہما او ضعننا من المغائرۃ بینہما“

یعنی کہا گیا ہے کہ سردارِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنی مدت کے لئے ان دونوں قبر والوں کی شفاعت فرمائی تھی اور وہ قبول ہوئی جیسا کہ حدیث جابر میں مصرح ہے اس لئے کہ ظاہر یہ ہے کہ قصہ واحد ہے اور نووی نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے لیکن اس میں نظر ہے یعنی یہ بات قابل تسلیم نہیں کیونکہ ہم ان دونوں قصوں میں مغایرت ثابت کر چکے ہیں۔

عمدة القاری شرح صحیح بخاری مطبوعہ مطبع عامرہ دار السلطنۃ

عثمانیہ جلد اول ص ۸۷ ملاحظہ ہو کہ اس میں علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن نصر عینی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

ومنہا ان فی متن ہذا الحدیث ثم دعا بجریدۃ

فکسرها کسرتین یعنی انہی بہما فکسرها وہی

حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دواہ مسلم

انہ الذی قطع الغصنین فهل ہذا قضیۃ

واحدۃ ام قضیتان الجواب انہما قضیتان

والمغائرۃ بینہما من اوجہ الاول ان ہذا کانت

فی المدینۃ وکان مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جماعۃ وقضیۃ جابر کانت فی السفر وکان خرج

لحاجة فتبعه جابر وحده الثاني ان في هذه القضية انه
 عليه السلام غرس الجريد بعد ان شقها نصفين كما في رواية
 الاعمش الاوتية في الباب الذي بعدا وفي حديث جابر
 ام عليه الصلوة والسلام جابرا فقطع غصنين من شجرتين
 كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم استتر بهما عند قضاء حاجة
 ثم امر جابرا فلقى عصنين عن يمينه وعن يساره حيث
 كان النبي صلى الله عليه وسلم جالسا وان جابرا سأل عن
 ذلك فقال اني مررت بقبرين يعذبان فاجيبت بشفا عتي
 عن يرفح عنهما ما دام الغصنان رطبين الثالث لم يذكر
 في قصته جابر ما كان السبب في عذابهما الرابع لم يذكر
 فيه كلمة الترجي فدل ذلك كله على انهما قضيتان بل
 روى ابن حبان في صحيحه عن ابي هريرة انه صلى الله تعالى
 عليه وسلم مر بقبر فقال استوتني بجريدين فجعل اهداهما
 عند راسه والاخرى عند ارجليه فهذا بظاهر يدل على
 ان هذه قضية ثلاثة فسقط هذا كلام من ادعى ان القضية
 واحدة كما مال اليه النووي والقرطبي

علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد السار فی
 شرح صحیح البخاری مطبوعہ مطبع لوکسٹورک پٹنہ کی جلد اول صفحہ ۲۳۵ میں لکھتے ہیں -
 ”وفیه النظر لهما فی حدیث ابی بکرؓ عند الامام
 احمد والطبرانی انه الذی انی بالجریدۃ الی النبی
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانه الذی قطع الغصنین

فذل ذالك على المغايرة ويؤكد ذالك ان قصه
 الباب كانت بالمدينة وكان معه عليه الصلوة
 والسلام جماعة وقصة جابر كانت في السفر
 وكان خرج لحاجة فتيحه جابر وجد كاظه التغير
 بينا حديث ابن عباس وحديث جابر في حديث
 ابى هريرة رضي الله تعالى عنه المروي في صحيح
 ابن حبان ما يدل على الثالثة

ان عبارتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نووی و قرطبی کے واقعہ
 کو ایک بنانا مسلم نہیں دونوں واقعوں میں تغیر ہے بلکہ حدیث ابو ہریرہ جو صحیح
 ابن حبان میں مروی ہے تیسرے واقعہ پر دلالت کرتی ہے اب معلوم ہو گیا کہ مخالف
 نے جو شفاعت والی حدیث پیش کی ہے وہ واقعہ ہی دوسرا ہے جس کو اس واقعہ
 سے بالکل مغایرت ہے جس سے ہم نے استدلال کیا ہے لیکن مخالفین نے دو علیحدہ
 واقعات ایک طرز کے دیکھ کر دو علیحدہ روایات کو ایک سمجھ کر دھوکہ دیدیا
 لیکن انہیں یقین ہو گیا ہو گا کہ کبھی چور پکڑے بھی جاتے ہیں جیسے تمھارے ساتھ ہوا۔
 کہ تم نے علی چوری کی تو بریلی کے محققین نے تمھاری چوری پکڑ لی۔ اس کی سزا اگر تمھیں
 آج نہ بھی ملی تو دیکھنا کل تمھارا کیا حشر ہوتا ہے (انشاء اللہ تعالیٰ)

اللطائف :- اس لطیفہ کا نام لطیفوں کا سرغنہ اس لئے رکھا
 گیا ہے کہ اسی لطیفہ نے دیوبندیوں و بابیوں کو صاحبِ لطیف
 بنایا ہے۔ اگر یہ لطیفہ نہ ہوتا تو ممکن ہے وہ بھی نہ ہوتے۔ اور اس لئے بھی کہ اس کا مضمون
 دوسرے لطائف سے بہت زیادہ دلچسپ ہے۔ اور اس لئے کہ ان میں دیوبندیوں و بابیوں
 کے سردار کی بہت بڑی چوریاں پکڑی گئی ہیں۔

لطیفہ

:- حضرت صدرالافاضل علامہ نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ

کے زمانہ میں ان کے ایک ہم عصر نے قبور پر پھول ڈالنے کے رد میں جو کچھ لکھا آج تک لکیر کے فقیر بن کر مخالفین اسی کی تقریر و تحریر دہرا رہے ہیں۔ اور بس اس بہادر نے رد میں سترہ کتب کے حوالہ جات گئے۔ فقیر بطور مروت اس کی عبارتیں فراڈ النور سے نقل کر کے دکھانے چاہتا ہے تاکہ اہل اسلام کو یقین ہو کہ یہ آج کے وہابی دیوبندی ہی کہہ رہے ہیں جو کل ان کے بڑے کہہ گئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عبارت خود گھڑنے والا اور مین پور صرف یہی نہیں بلکہ ان کے بڑوں کی بھی یہی عادت ہے۔

:- ملا علی قاری نے امام نووی سے نقل کیا ہے

”واما وضعہما علی القبر فقیل انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سال الاستفاعة لہما فاجبت یا لتخفیض لای ان یسبیا“

حکیم صاحب

یہ حکیم صاحب مراد آبادی مخالفین کے چوٹی کے علامہ سمجھے جاتے تھے۔

جواب :- صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ نے تحریر فرمایا کہ حکیم صاحب نے کتاب کا صفحہ تو کیا نام تک بھی نہ لکھا۔
ذرا تو اور بھی کر لے جفا کہ اور دہرے

ہنوز میری وفات سے ستری جفا کم ہے

اس حالت میں یہ کسی طرح معلوم نہیں ہو سکتا کہ علامہ علی قاری رحمہ الباری نے امام نووی سے کس کتاب میں یہ عبارت نقل کی کتاب کا نام نہ لکھنا اور اس کا صفحہ بھول جانا بتاتا ہے کہ جواب لکھتے وقت حکیم صاحب بہت گھبرائے تھے۔
اب میں عرض کرتا ہوں کہ وہ عبارت مراقاة المفاتیح میں ہے
حکیم صاحب نے دانائی سے کام کیا کیونکہ اگر کتاب کا نام لکھتے تو ضرور بجف چراغ

دارد کا مصداق ۔ حکیم صاحب نے دیانت کی گردن ماری ہے یعنی مطلب کی ایک سطر تو لکھ دی باقی عبارت مدعا کے خلاف پائی تو صاف اڑا گئے مگر کیا انصاف و دیانت کا یہ مقتضا نہیں کہ عبارت مثبت مدعا کے خضم ہو تو تسلیم کر لیں کیا یہ نا انصافی نہیں کہ قبل والی عبارت مفید مطلب سمجھ کر لکھ جائیں اور اسی عبارت میں مذہب منصوص مذکور ہو تو اس کے پاس تک نہ جائیں کہ یہ تصرف بے جا اس پر دلالت نہیں کرتا کہ حکیم صاحب کے مفید مدعا عبارتیں ان کے ہاتھ نہ آئیں ورنہ وہ کیوں ایسی جرات کرتے اب میں وہ عبارت پیش کرتا ہوں جس کے خوف سے حکیم صاحب نے کتاب کا نام تک نہ لکھا کہ کہیں عبارت خضم کی نظر نہ پڑ جائے ۔ اور اپنے مدعا کے باطل پر قیامت آئے ۔ علامہ فاضل فہامہ کا مل علی بن سلطان محمد القاری رحمہ الباری مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۸۶ میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی شرح میں حکیم صاحب والی عبارت اور اس کے بعد دُعا کا احتمال ناقلاً عن النووی ذکر فرماتے ہیں ۔

”وَقِيلَ لَا تَهْمَا الْخُ“

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ یعنی جب تک تر رہیں گی تسبیح کریں گی پھر یہی علامہ قاری رحمہ الباری اسی مرقعات میں اس سے پہلے کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں ۔

”وَاسْتَحَبَّ الْعُلَمَاءُ قِرَاءَةَ الْقُرْآنِ عِنْدَ الْقَبْرِ هَذَا
الْحَدِيثِ إِذْ قُلُوا قُلْنَا وَالْقُرْآنُ أَوَّلَىٰ بِالْتَّخْفِيفِ مِنْ تَسْبِيحِ
الْجَرِيدِ وَقَدْ ذَكَرَ الْبُخَارِيُّ أَنَّ بَرِيدًا كَانَ مِنَ الْمُصَنِّبِ
الْمَسْحُوجِ أَوْصَىٰ أَنْ يُجْعَلَ فِي قَبْرِ جَرِيدٍ ثَانٍ فَكَانَ
تَبْرُكٌ بِفَعْلٍ مِثْلَ فَعْلٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

خلاصہ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ علماء کرام نے قبر کے پاس قرآن شریف کا پڑھنا اس حدیث سے مستحب ثابت کیا ہے کیونکہ قرآن پاک کی تلاوت جریدہ کی تسبیح سے اُوّلیٰ ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ بریدہ بن حبیب صحابی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی کہ میری قبر میں تر شاخیں رکھ دی جاویں تو گویا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کی مثل فعل سے برکت چاہی اور اس کی اس برکت سے مستفید ہونے کی خواہش ظاہر کی۔

مسلمانو! انصاف کرو ایسی صریح عبارت چھوڑ کر ایک ٹکڑا مفید خیال کر کے لکھ دینا کون سی دیانت ہے۔ اور اس حرکت کو کیا کہتے ہیں میں تو کچھ نہیں کہتا مگر حکیم صاحب اپنے رُقعہ کے یہ الفاظ جو خود ان کے قلم کے لکھے ہوئے ہیں ملاحظہ فرمائیں تو میں نادم ہو جاؤں گا۔

حکیم صاحب کے رُقعہ کی عبارت

”اس کو یقین جلیئے کہ یہ عبارت ہر ایک کتاب کی بعینہ نقل کی گئی ہے۔ کیونکہ نقل میں ایک نوع کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اور یہ تو لہجوروں کا کام ہے کہ خود مطلبی کے موافق تو نقل عبارت کر دی اور جو مخالف ہے اس کو نظر انداز کر دیا۔ اسکا خیال نہ فرمائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ عبارت جیسی نقل کی گئی ہے سر مو فرق نہ ہو گا۔ المراقم محمد ہدایت العلیٰ عفی عنہ۔ اب جو حکیم صاحب سمجھ لیں کہ انہوں نے مطلب کے موافق عبارت نقل کر کے مخالف مدعا عبارت چھوڑ دی ہے یا نہیں۔“

حکیم صاحب اور ابن حجر مکی نے لکھا ہے

”لعل وجه الامم الخطابی ان هذا واقعة حال
خاص لا یفید العلوم ولهذا وجه له توجیہات

سابقہ فتدبرخانہ محل النظر انتہی

جواب :- وہی خوبی جو اس عبارت میں تھی اس میں بھی ہے کتاب کا نام نثار
معلوم ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کس کتاب میں لکھا ہے یہاں بھی حکیم صاحب
نے کتاب کا نام نہیں بتایا ہے

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

حکیم صاحب کی اس عبارت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ شاید خطابی کے
کلام کی یہ وجہ ہو کہ ان کے نزدیک یہ حدیث ایک حال خاص کا واقعہ ہے مفید
عموم نہیں اسی لئے اس کی توجہیں کی گئیں۔ سوچ لو کہ یہاں اعتراض کا محل ہے
یہ بات ہر ادنیٰ طالب علم پر بھی مخفی نہیں کہ فتدبر اور اس کی مثل دوسرے کلمے
ایسے موقع پر استعمال کئے جلتے ہیں جہاں وہ بات مخدوش ہو یا اس میں کوئی
مسا محہ ہو فتدبر کے ساتھ اگر اندہ محل النظر بھی کہہ دیا جاوے تو صراحت ہوگئی
اور اس قسم کی عبارت سے استدلال کرنا اور اس کے ضعف کو نہ سمجھنا حکیم صاحب
کی کم علمی ہے اور قطع نظر اس تمام سے کہ وہ ہی قطع برید عبارت حکیم صاحب نے
یہاں بھی کی ہے یعنی پوری عبارت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل نہیں
کی اس عبارت سے کچھ قبل ہیں علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا رد کیا ہے
اور تر شاخیں جانے کو سنت بتایا ہے۔ اس عبارت کو چھوڑنا اور موافق مآدا سمجھ کر
رد کئے ہوئے دو ایک فقرے لکھ دینا کیا دیانت ہے۔

حکیم صاحب کی رقم کی گئی جو عبارت نقل کی گئی ہے پھر دوبارہ ملاحظہ فرما کر
معلوم کریں کہ یہ کس کا کام ہے۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ جو فقرے لکھے ہیں وہ خود
ضعف پر دلالت کر رہے ہیں جن میں صاف مذکور ہے کہ

فتدبرخانہ محل النظر ہاں و لکن القابل

الذی یتوالا دیب العجیب السکران لا یعرف ماجری
على لسانه الثقيلة للحمية

ہئے ہئے دینی مسائل میں اس درجہ کی احتیاطا فیوس مسلمانوں
خیراب ہیں وہ عبارت جس میں حکیم صاحب نے قطع برید کی ہے نقل کرتا ہوں
ملاحظہ ہو۔ مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۸۶

ثم دأيت ابن حجر صرح به وقال قوله لا اصل له
ممنوع بل هذا الحديث اصل أصيل له ومن
ثم اذني بعض الأئمة من متأخري أصحابنا
بان ما أعتيد من وضع الترخان والجريد سنة
لهذا الحديث ولعل وجهه كلام الخطابي ان هذا
واقعة حال خاص لا يفيد العموم ولهذا وجه
له توجيهات سابقة

فتدبر فانه محل للنظر حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ ابن حجر رحمۃ اللہ
تعلیٰ علیہ نے قبر پر تر شاخیں جمانے کے استنباط کی تفریح کی ہے اور کہا ہے کہ خطابی
کا لا اصل له کہنا ممنوع ہے بلکہ یہ حدیث تر شاخیں جمانے کے لئے اصل اصیل ہیں
اور اسی وجہ سے ہمارے بعض ائمہ متاخرین نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ قبروں پر تر شاخیں
اور پھول ڈالنا جس کی لوگوں کو عادت ہے یہ سنت ہے۔

امام ابن حجر علیہ الرحمہ کے اس کلام سے کہ ہمارے زمانہ میں پھول اور
تر شاخیں قبر وغیرہ پر ڈالنے کی جو لوگوں کو عادت ہے یہ سنت ہے۔ یہ صاف معلوم ہوتا
ہے کہ یہ سنت امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں بھی جاری تھی اور
الحمد للہ اب تک جاری ہے۔ اور اسی حدیث سے ثابت ہے رہا یہ کہ خطابی نے

باوجود محدث ہونے کے ایسے امر کو کیوں لا اصل لہ کہہ دیا۔ جو حدیث شریف
بصراحت ثابت ہے اس کے جواب میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ممکن ہے انہوں نے اسے
موقع خاص کا واقعہ سمجھا ہو اور یہ خیال کیا ہو کہ یہ مفید عموم نہ ہوگا۔ اب تو تصریحات
پیش کی گئی ہیں ان پر غور کرو کہ یہ محل النظر اسی عبارت کا حاصل ہے اور یہ بتا رہا ہے
کہ فی الواقع خطابی کا خیال قابل اعتماد نہیں۔

حکیم صاحب کا علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عبارت چھوڑ جانا جنہیں
وہ فرماتے ہیں کہ ائمہ نے قریب پھول اور تر شاخیں جمانے کا فتوے دیا اور سنت بتایا اور
اس احتمال ضعیف مرجوح کا لکھ دینا کہانتک علم کی شان کے قریب ہے۔
حکیم صاحب کے اور دوسری جگہ مرقوم ہے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے
کتاب میں لکھا ہے۔

«وما حدیث جابر فی صاحبی الفقیرین فاجبت
بشفاعتی ان یرفعہ ذلک عنہما ما دام الفقہان
رطبیین»

جواب :- اول تو حکیم صاحب مسلم شریف سے یہ عبارت ثابت نہیں کر سکتے
اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت حکیم صاحب کو یہ عبارت مسلم شریف میں نہیں
ملے گی۔ حکیم صاحب بتا رہے ہیں کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں لکھا
ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ حکیم صاحب تمام کتابوں میں کہیں بھی یہ عبارت دکھائیں
تو ہم مانیں گے۔ نہایت ہی شرم کی بات ہے کہ کوئی بات تو عالموں کی طرح کرے
اور اگر کوئی عبارت لکھے تو نہ کوئی اس کا حوالہ ہو اور اگر کتاب کا نام ہو بھی سہی تو
اس میں وہ عبارت موجود نہ ہو۔ پھر قطع نظر اس کے بالفرض اگر یہ عبارت کسی
کتاب میں ہوتی بھی تو حکیم صاحب کو کیا مفید تھی اور ختم پر اس سے کیا حجت ہو سکتی

تھی۔ البتہ آپ کا مبلغِ علم معلوم ہو گیا۔ وہابی صبا اپنے علماء کی لیاقت و علم اور صدق و دیانت کو تو دیکھو کہ یہ عبارت صرف عدد بڑھانے کے لئے لکھ دی تاکہ دیکھنے والے سمجھیں کہ عبارتیں تو بہت لکھی ہیں مگر نہ خبر تھی کہ ختم کب چھوڑنے والا ہے یہ راز نہاں کب چھپنے والا ہے۔ آخر یہ قصہ کھلے گا کہ یہ عبارت جو حکیم صاحب نے امامِ مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بتائی ہے فی الحقیقت امامِ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت کو ایک کا ہنڈسہ لگا کر نقل کر گئے ہیں چنانچہ صحیح مسلم کی شرح نووی کا ص ۱۴۱ ملاحظہ ہو کہ یہ عبارت امامِ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت سے متصل مرچود ہے ایک سطر کا بھی تو فضل نہیں آفریں بادرین ہمت مردانہ، تو پھر اس عبارت میں بھی کچھ نہ کچھ ایجاد ہونا ضروری ہے۔

نووی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں ”ما قام القضیان“ ہے آپ نے ما قام القضیان لکھا۔ پھر کہا ہے کہ ۲ کے ہندسے کے نیچے مسلم شریف سے اسی حدیث جابر رضی اللہ عنہ کا یہی جملہ خود نقل بھی کر چکے ہیں اور پھر دوبارہ لکھ دیا کہ مسلم شریف میں ہے اور لفظ ایسے ہی اپنی طرف سے ایجاد کر دیئے۔ جس کا مسلم شریف میں نہ پتہ ہے نہ نشان ہے۔

”ہمارے دعویٰ کا خلاصہ“

اداقِ گزشتہ کا خلاصہ یہ ہے کہ

- ۱۔ حضورِ تبارک و تعالیٰ علیہ السلام نے قبروں پر تر شاخیں لگائیں اور فرمایا کہ جب تک یہ تر رہیں گی ان قبر والوں کے عذاب میں تخفیف رہے گی
- ۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ صحابی اور حضرت بریدہؓ صحابی رضی اللہ عنہما نے یہ وصیتیں فرمائی تھیں کہ ہماری قبر میں تر شاخیں رکھ دی جائیں۔ یہ مضرات دفن کئے

گئے ہوں گے۔ اس وقت صحابہ اور تابعین میں سے کتنے حضرات موجود ہوں گے جنہوں نے دفن میں شرکت کی ہوگی اور اس وصیت کے بموجب تر شاخیں قبروں میں رکھیں اور رکھتے ہوئے دیکھا۔

یہاں سے صحابہ اور تابعین کی جماعت سے بھی اس عمل کا ثبوت پایا جاتا ہے۔
 ۱۔ تابعین و تبع تابعین سے دور فقہ شروع ہوتا ہے خطاب اسی دور کے ہیں مخالفین (وہابی دیوبندی) نے اُن سے انکار کا دعویٰ کیا ہم نے انکار کیوں ہے پھر اثباتی تصریحات پیش کئے ہیں۔

۲۔ یہ سلسلہ مسلسل از خیر القرون تا حال اہل حق میں رہا۔ اور ہے جس پر فقیر نے فقہ اسلامی حنفی شافعی مالکی بالخصوص احناف کی معتد کتابوں (فتاویٰ عالمگیری شامی اور درالمختار) سے اس کا جواب اور استحباب ظاہر اور واضح ہے۔

دیوبندیوں وہابیوں کی تحقیق کا خلاصہ

تر شاخیں جانے سے عذاب میں تخفیف ہونا بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔ اس کا جواب یہ فرما دینا محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ کوئی مخصوص پیش فرمائیے اور اصول فقہ کی طرف توجہ کیجئے جہاں یہ فقرہ ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افعال شریفہ کا ادنیٰ مرتبہ اباحت ہے۔ جب تک اولیٰ شرعیہ میں سے کوئی دلیل مخصوصیت پر قائم نہ ہو مٹھنورا قدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی فعل کو مٹھنور بنی آخر الزماں کی امت کے لئے ناجائز قرار دینا بجائز نہیں ہے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت جس سے میں نے

استدلال کیا ہے اور جو میں اپنی پہلی تحریر میں نقل کر چکا ہوں، تم نے یہ کہہ دیا کہ یہ اس کو تسلیم نہیں کرتے۔

مولوی اشرف علی کا اعتراف

اس عبارت سے مولوی اشرف علی تھانوی مان
گیا کہ قبور پر پھول وغیرہ ڈالنا جائز ہے صرف عند
ہے تو عندی لوگ کبھی کامیاب ہو ہی نہیں سکتے۔

اور عند بھی انبیاء و اولیاء کرام سے لیکن ناظرین سوچیں کہ یہ لوگ انبیاء و اولیاء
سے دشمنی کرنے کیلئے کیسے کیسے انمول اور عجیب و غریب ہتھیار استعمال کرتے
ہیں جیسے یہاں تھانوی نے استعمال فرمایا کہ عوام شرعی قواعد سے بے خبر ہوتے
ہیں اس لئے فوراً متاثر ہوں گے کہ واقعی انبیاء و اولیاء (علیہم السلام) کے مزارات
پر پھول ڈالنا جائز نہ ہوں کیونکہ قبور پر پھول اور ترپتوں اور شاخوں سے تو گناہ کی
مغفرت اور عذاب کی تخفیف مطلوب ہے اور انبیاء و اولیاء پہلے سے بخشے ہوئے
ہیں لہذا ان کے مزارات پر پھول ڈالنا حرام نہیں تو کم کم ناجائز ضرور ہوگا۔

فقیر کے جواب سننے سے اندازہ لگالیں کہ یہ لوگ اس طرح سے
میٹھا حلوہ دکھا کر زہر کھلاتے ہیں لیکن یہ شک ہے کہ ان کا حکیم الامت مان گیا کہ
شرعاً عوام کی قبروں پر تر شاخیں اور پھول وغیرہ ڈالنا جائز ہے۔

مولوی اشرف علی کے غلط
استدلال کا ازالہ

شریعت کا قاعدہ ہے کہ وہ اعمال و افعال اور
مجرم امور جو گناہگار کے لئے دفع مصیبت
کرتے ہیں وہ صالحین کے لئے بلندی درجات کا

فائدہ دیتے ہیں۔ جیسے (۱) مسجد کی طرف چلنا ہمارے گناہ معاف کراتا ہے مگر صالحین
کے درجات بڑھاتا ہے۔

(۲) بہت سے اعمال و افعال اور بعض دعائیں مجرموں کے گناہوں کو مٹاتی
ہیں اور صالحین نے مراتب بڑھاتی ہیں۔ اس طرح کی سینکڑوں مثالیں اسلام میں
موجود ہیں۔ اگر تھانوی صاحب کا قاعدہ مان لیا جائے تو پھر چاہیے کہ صالحین

نہ مسجد میں آئیں نہ استغفار پڑھیں اور نہ ہی ان کے لئے ایصالِ ثواب کیا جائے اور نہ ہی دیگر وہ امور جو ان کے وصال (وفات) کے بعد ہمارے لئے عمل میں لانے کا حکم ہے بجا نہ لائے جائیں۔ کہ وہ گناہوں سے پاک ہیں اور نہ ہی حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درود پاک پڑھا جائے جبکہ اس میں **اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ** ہے۔ یہی حربہ غیرِ مقتدین بھی استعمال کرتے ہیں کہ جس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے عُثم کہتے ہو کہ وہ اب بھی ہماری فریاد کی شفاعت فرماتے ہیں یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جبکہ وہ ہماری دُعاؤں کے محتاج ہیں۔ (امعاذ اللہ) تو حسبِ طرح ہم ان غیرِ مقتدین کو درود شریف کا جواب دیں گے بالکل وہی جواب تمہارے لئے بھی ہے۔ کہ ان پھولوں کی تسبیح سے ان انبیاءِ عظام اور اولیاءِ کرام کی مزاراتِ قبروں میں رحمتِ الٰہی اور بھی زیادہ ہوگی جیسے کہ وہاں تلاوتِ قرآن سے۔

لطیفہ : سُبْحُوذ لَنَا دَلَايِمُ جُودٍ لِّغِيُوذَنَا ہمارے لئے تو جائز ہے لیکن دوسروں کے لئے ناجائز ہے۔ سحر کا مشہود کا مقولہ ان صاحبان نے اپنا لیا چنانچہ آدما کردیکھے جو مجملہ امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے وارثین کے لئے ہم اہلسنت ادا کریں گے اُن کے نزدیک شرک اور حرام اور مکروہ تحریمی اور بدعت سیئہ ہیں لیکن اپنے مولویوں لیڈروں کے لئے اتنا لمبے چوڑے اور گلے بھاڑ پھاڑ کر نعرے لگائیں گے کہ جن کو مشن کرکان پھٹنے کو آتے ہیں ایسے ہی پھولوں اور نوٹوں اور دیگر مصنوعی چاروں سے اپنے مولوی لیڈروں کو ایسا سمجائیں گے کہ دود سے دُولہا دُاہن محسوس ہوں گے۔ لیکن اولیاء کے مزارات کے پھولوں کے لئے حرمت کا فتویٰ ہے۔ حالانکہ سرکارِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں پھولوں کی کمی نہیں اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چاہتے تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو ہر وعظ اور ہر خطبہ میں بہترین سے بہترین پھولوں کے ہار پہناتے لیکن کبھی ایسا نہ ہوا اور نہ ہی آج ایسا ہوتا۔ گویا وعظ و تقریر کے جلسہ کے لئے بن گیا ہے لیکن کبھی حرام اور بدعتِ سنیہ کا فتویٰ نہیں اور یہ گل پاشی نہ صرف زندہ مولوی لیڈروں کے لئے ہوتی ہے بلکہ مردہ کے لئے بھی ہوتی ہے۔

روزنامہ جنگ کراچی ۱۳ اپریل ۱۹۸۰ء میں ہے :

مردے بھی پھولوں سے لادے گئے پاشی کی گئی۔ نوٹ : یہ صرف نمونہ کے طور

پر ان دو مولویوں کا نام لکھا گیا ہے ورنہ اخبارات گواہ ہیں کہ بدعت تقریباً ان کے ہر چھوٹے بڑے مولوی لیڈر کیلئے استعمال ہو چکی ہے۔ اور ہوتی ہیگی۔

لطیفہ : حضرت امام شامی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ میں پڑھ لیں کہ ان کے زمانہ تک مسلسل یہ اجماعی مسئلہ زیرِ عمل رہا۔ نجدی محمد بن عبدالوہاب سے انکار شروع ہوا تو اس مسئلہ کے منکر بدعتی ہوئے۔

لطیفہ : ان کی عادت ہے کہ جس مسئلہ میں ان کو معتزلہ و خوارج کی تائید ملے گی اسے اپنا نہیں گے دلیل کے لئے غلط سہارے استعمال کرینگے مثلاً معتزلہ کا اصول ہے کہ اہل اموات کو اہل اسلام کسی قسم کا کوئی مفاد نہیں پہنچا سکتے یہ جملہ بھی منجملہ اسی سے ہے اسی لئے ان لوگوں نے معتزلہ کے اصول پر عمل کر کے خطابِ وسیطہ فی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سہارا ڈھونڈھا حالانکہ ان کا مقصد کچھ اور تھا جسے ہم نے تفصیل سے عرض کر دیا ہے۔ لیکن انہوں نے اُس کا سہارا لیا جو سراسر غلط نکلا۔ **لطیفہ** : ان کی عادت ہے کہ جس مسئلہ کو شرک یا حرام کہیں گے اسے خود بوقتِ ضرورت عمل میں لائینگے۔ مثلاً بزرگوں کے تبرکات کیلئے ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ اہل اموات کو فائدہ پہنچاتے ہیں جس کی تفصیل فقیر نے رسالہ

”فیض الحسن فی الکتا بہ علی الکفن“ میں لکھی ہے لیکن یہ لوگ اس عقیدے کو نہیں مانتے مگر اس مسئلہ میں اس کا سہارا لے کر اعتراض کیا کہ جن قبور پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کی شاخیں جمائیں وہ صرف آپ کے دستِ اقدس کی برکت سے عذابِ زائل ہوا ورنہ یہ قاعدہ عام نہیں ہے۔ حالانکہ یہ اس عقیدہ کے منکر ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات کچھ فائدہ دے سکتے ہیں اس لئے عبداللہ بن ابی بن رسول منافق کی حدیث دعویٰ میں پیش کرنے میں بہر حال احادیثِ مبارکہ اور محدثین و فقہاء کرام کی

خلاصۃ الکلام

عبارات سے ثابت ہوا کہ عام مومنین کی قبور پر ہر سبز شاخ اور پھول ڈالنے سے عذاب کی تخفیف ہوتی ہے اور بزرگوں کے مزارات پر پھول وغیرہ ڈالنے سے بھی ثواب ملتا ہے اس مسئلہ میں انکار صرف خوارج زمانہ کو ہے۔ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک سے لے کر آج تک تمام اہل اسلام اس کے قائل اور عامل تھے اور ہیں۔ ان کے اختلاف سے مسئلہ کی حقیقت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور نہ ہی ان کے اختلاف سے اللہ والوں کے مزارات پر پھول ڈالنے میں کمی آئیگی (انشاء اللہ تعالیٰ)

اللہ ہم سب کو اللہ والوں کی عقیدت و محبت و نسبت میں تا ابد قائم و دائم رکھے اور انہیں کیسا تھ قیامت میں ہمارا شہرہ (آمین)
”وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم الامین و علی آلہ

و اصحابہ اجمعین“ فقط

الفقیہ الفاضل ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۴ رجب ۱۴۰۲ھ شب اتوار بعد نمازِ عشاء